شریعتِ اسلامیہ

اور

حفظانِ صحت

یہ کتاب یونانی زبان سے ترکی میں ترجمہ ہوئی۔ ترکی سے فارسی

میں اور فارسی سے اب اردو میں ترجمہ ہو کر طبع ہوئی ہے

جس میں

شریعتِ اسلامیہ کے فوائد بنظرِ حفظانِ صحت قلمبند کیے گئے ہیں

پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں

خادم التعلیم اسٹیم پریس لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی

ترکی مترجم

(باقرہ لی یالفوکا)

افادۂ مخصوصہ

اگرچہ یہ کتاب باعتبار مؤلف کے ناچیز اور کم قیمت معلوم ہوتی ہے مگر باعتبار مضامین و مندرجات کے نہایت اعلیٰ اور بیش قیمت ہے۔ اس کا مؤلف (اقتر لیستیدی) ایک غیر مذہب کا عالم ہے مگر موضوع لہ کتاب کا دین متین احمدیہ ہے حضرات ناظرین کو عنوانِ کتاب اور مؤلف کا نام ونشان دیکھنے سے ایک عظیم بے نسبتی معلوم ہوتی ہوگی اور فی الواقع اکابر علمائے اسلام کے رُوبرو ایسے مسئلہ جلیلہ سے بحث کرنا ۔ہمارے رفیق (آقتر لیستیدی) کی ناحد شناسی اور فضولی شمار کیجائیگی۔ مگر جس وقت آپ حقیقتِ مسئلہ کو غور اور باریک بینی سے مُلاحظہ فرمائینگے تو اس عرضی تضاد اور مباینت کا خدشہ آپ کی طبیعت سے رفع ہوجائیگا۔ اس لئے کہ یہ رسالہ محض کسی خاص مقصد اور معین کی غرض کے لئے بالالتزام نہیں لکھا گیا بلکہ مؤلف اور بعض اطبّا شہرہ مسئلہ (اصول مضاد تعفن) میں اکثر مباحثات و مناظرات فتنیہ ہوتے رہتے تھے۔ اور اخبار (ہنولوغوس) میں بزبان رومی درج ہوکر وقتاً فوقتاً شائع کئے جاتے تھے۔

اس صُورت میں مُولّف موحی الیہ کو بغرض اثباتِ دعویٰ معارضین کے جواب شافی دینے کے لئے مطالعہ تصنیفاتِ قدیم کی ضرورت پیش آئی اور اُس نے کُتب قدیمہ کی طرف رجوع کرنا ایک ضروری اور لازمی امر خیال کیا کیونکہ تمام مؤلفات عتیقہ کی ہم تاج آسمانی کتابیں ہیں اور منجملہ انکے خاصکر قرآن کریم جملہ کُتب مقدسہ سماویہ کا خلاصہ ہے۔ احکام طہارت و نظافت

سبب ترجمہ کتاب بزبانِ فارسی

۱۳۱۱ھ ہجری میں جب جناب ادیب فضائل شیم مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر دفتر پیسہ اخبار یورپ کی سیر سے فارغ ہوکر دمشق میں تشریف لائے اسوقت اس خاکسار کو بھی حضرت موصوف الصدر کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ چونکہ فاضلِ مذکور کی توجہ زیادہ تر تلاش کتبِ حکمت و ادبیات کی جانب مبذول تھی۔ بنابراں اس خاکسار کا مختصر کتب خانہ بھی ملاحظہ فرمایا اور اس تمام کتب خانہ میں سے اس کتاب کو جو باعتبار حجم کے چھوٹی اور باعتبار معنی کے بہت بڑی اور نہایت مفید ہے پسند فرماکر اس احقر کو اسکا ترجمہ ترکی زبان سے فارسی میں کرنیکے لئے ترغیب دلائی۔ لہذا بغرضِ تعمیلِ ارشاد و بلحاظِ خدمتِ دین اس کو امرِ مستحسن سمجھکر ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ ہر ایک خاص و عام اسکے فائدہ سے بہرہ یاب ہو

مؤلف رومی

(۱) رومی زبان میں اس رسالہ کا مؤلف ڈاکٹر (اقتر سیتیدی) ہے جو عیسائی مذہب کا ایک طبیب تھا

(۲) اور دوسرا عثمانی زبان کا مترجم ڈاکٹر (ابافرہ لی یالقو) نام بھی یہی مذہب رکھتا تھا۔

(۳) ثالثاً سردارزادہ محمود افغانی نے اسکا ترجمہ بلفظہٖ بےکم وکاست ترکی زبان سے فارسی میں حسب ارشادِ مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر کیا۔ اگر مکرم حضرت جناب ایڈیٹر صاحب فاضل توجہ فرماکر اسکو اپنے مطبع میں شائع کرادیں تو بشرط پسند برادرانِ اسلام اہل ہند و پنجاب دیگر کتب مفیدہ مؤلفات عثمانی کا بھی ترجمہ کرکے انکی خدمت میں بغرضِ اشاعت پیش کرونگا

(سردارزادہ محمود افغانی۔ فارسی مترجم)

آغازِ رسالہ

مدخل

جس وقت میں نے بغرض واز زوئے استفاضہ قرآن کریم کے بزرگ اور روشن حکموں کو جو حکمت اور دانائی کے جامع ہیں مطالعہ کیا تو اثناء مطالعہ میں میری نظر اُن آیاتِ مقدسہ پر پڑی جنکا تعلق علم حفظِ صحت و نظافتِ ابدان سے ہے اور میری تالیف کا سبب بھی خاص اسی مضمون سے ملحق تھا۔ اِس لئے میں نے کمال حُسن عقیدت اور خاص ارادہ سے اُنکو پڑھا۔ اور چونکہ اُن آیاتِ مقدسہ میں ہر ایک موحد اور خدا پرست پر قرآن کے پاک حکموں اور اس کی سراسر سچی اور تقدس آموز آیتوں کا مان لینا فرض اور لازمی ہے۔ لہٰذا میں نے اپنے محدود خیال کے موافق اس صورتِ مخصوصہ میں طہارت و نظافت کے مسائل کو اپنی سمجھ کی حد تک قرآن پاک سے اخذ کیا اور مبحث یعنی حفظِ صحت کے قوانین کو طبعی فائدہ سے بیان کر کے آسمانی کتابوں کے ثبوت سے مؤکد اور مضبوط کر دیا۔ تاکہ اس کا اثر ہر ایک سمجھدار مسلم یا غیر مسلم پر بڑے زور کے ساتھ پڑے اور ان قواعد کی پابندی حفظِ صحت کے لئے لازم اور ضروری جانکر ہمیشہ کاربند رہیں۔ چنانچہ اسی بُنیاد پر میں نے ان مضامین کو جمع کر کے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کرا دیا کہ ہر ایک شخص صحت کا شائق اور تندرستی کا قدر کرنیوالا ان اصُول کی کامل پابندی کرے اور صحت کو بگاڑنے والے اصُول سے پرہیز رکھے۔

اوّل یہ جاننا چاہئے کہ حفظِ صحت کا علم کسی خاص شخص یا پبلک کے لئے منحصر اور لازمی نہیں بلکہ زیادہ تر توجہ اِس کی جانب حکومت عالیہ بادشاہ وقت کی مبذول ہونی چاہئے۔ کیونکہ

گو اس میں حق تعالیٰ نے کما حقہٗ بیان فرمایا ہی۔ اِس لئے مؤلف کو مجبورًا اقتباس مسائل طہارت کی غرض سے قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے کی قطعی ضرورت لاحق ہوئی اور اسی بنیاد پر یہ رسالہ مرتب کیا گیا۔ مترجم تُرکی نے جس کے خون کے ہر قطرہ اور جسم کے ہر ایک رگ و ریشہ میں نمکِ عثمانی پیوست ہی۔ جب ایسے مفید مقالوں کو اجنبی زبان خاصکر رُومی زبان میں لکھا دیکھا تو اسکی طبیعت نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ ان مفید مقالوں کو صحیفۂ روزگار پر پراگندہ اور پسماندہ چھوڑے۔ لہٰذا اُس خیرخواہ مصنف کی رسالہ کو نہایت جانفشانی اور کوشش سی بنظرِ محبت و کمالِ دلچسپی عثمانی زبان میں ترجمہ کرنا اور اس وسیلہ سے دوستانِ غیر ممالک کی ستائشگارانہ اور خیرخواہانہ صدائیں اسلامیوں کی کانوں میں پہنچانا منظورِ خاطر رکھا۔

فقط اثنائے ترجمہ اس مقالہ میں جس کا تعلق ایک جانب سے شرعِ اسلام و دیگر جانب سی فنِ جلیلہ طب کے ساتھ ہی کہیں کہیں مترجم نے بعض اصطلاحاتِ فقہیہ سی مطابقت کی ہی اگرچہ اکثر اصطلاحاتِ فقہیہ مترجم نے بطورِ خود تلاش کرکے جابجا استعمال کی ہیں مگر جو بطورِ خود اس کی سمجھ میں نہیں آئیں اُنکو ترک کردیا ہی۔ بہرحال عزت مآب (عطابیگ) آفندی ناظر نظارتِ جلیلہ محکمۂ مال اور قائممقام اسمٰعیل بیگ آفندی بغدادی معاون مدیر شعبۂ دوئم لوازماتِ عمومیہ کی مشکل برآمدانہ ہمت سی یہ مشکلات عائدہ بھی رفع ہوکر مترجم کو اپنی منشاء کی پورا کرنے میں حسب منشاء کامیابی حاصل ہوئی۔ اور صاحبان ذیشان منتہا الیہما کی محسنانہ ہمدردی کا شکریہ علانیہ طور پر ادا کرنا واجبات سی خیال کیا گیا۔ زیادہ تر اس امر کے اظہار کی ضرورت ہی کہ اس مختصر رسالہ کی اکثر مضامین کو مطبع والوں نے ناجائز الطبع سمجھ کر اصل رسالہ میں سی خارج کردیا ہی جس سی اسکا حجم جو پہلے ہی کم تھا کمتر ہوگیا۔ ورنہ اصل کتاب ایک مدخل اور نو فصل پر مشتمل ہے۔

اگر امیر المومنین شہنشاہ معظم فرمانروائے سلطنتِ روم اس ناچیز کے مختصر ہدیہ کو مقبول فرماکر شاہی کتب خانہ میں داخل فرمائی جانے کا اعزاز بخشیں تو باعثِ زیادتی شوق اور کمال افتخار کا موجب ہوگا۔ ہرچند شاہی کُتب خانہ اپنی وسعت کے لحاظ سے ایسی کم قدر تالیفات کا محتاج نہیں۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

طِب کا موضُوع لہٗ

موضوع لہٗ ہر علم کا وُہ ہے جس کے حالات سے اُس علم مین بحث کی جاوے اور طب کا موضوع لہٗ بدنِ انسان ہے کیونکہ اس علم میں انسان کی بدنی حالت متعلقہ صحت و بیماری سے بحث کیجاتی ہے اور علم حفظ الصحت بھی اسی فن جلیلہ کی ایک شاخ ہے جنمیں تعدیل مزاج حاصل کرنے کے طریقے اور جسم کو خراب کرنے والی بیماریوں سے بچنے کے قاعدے اور بدن میں متعدّی بیماری نہ سرائت نہ کر سکنے کے اسباب بوضاحت تمام بیان کیئے گئے ہیں تاکہ ہر ایک انسان اپنی پنجروزہ زندگی کو اس ناپائدار دُنیا میں صحت و سلامتی سے لبریز کرے۔ ہم اس علم کو بالعموم نوع انسانی پر خارج میں ظاہر کر کے اُس کی تاثیر کی خوبی میں صرف ایک نامور اور مشہور حکیم (تنجوفر) نامی کے مستند اقوال اسیج ہی کو پیکرنا کافی سمجھتا ہُوں۔ یہ حکیم حفظانِ صحت کے قواعد اعلیٰ درجہ کا جاننے والا اور دار الفنون طبیہ شہر (مونیخ) کے مشہور اُستادوں میں تھا۔ اور یہ قواعد حفظانِ صحت جو اس رسالہ میں درج ہیں حکیم موصُوف نے اس کانگرس میں بیان کیئے تھے جو شہر (ویانہ) میں منعقد ہُوئی تھی۔

حکیم (تنجوفر) کی موشگافانہ تحقیقات سے بدایۃً ثابت ہوگیا کہ بیماروں کی تعداد سے جو کسی ایک بیمار خانہ میں داخل ہوتے ہیں ہر ۳۵ نفر بیماروں سے ایک شخص مرجاتا ہے اور ہر بیمار کے معالجہ میں اندازاً ۲۰ روز منقضی ہوجاتے ہیں۔ پس معلوم ہُوا کہ ۳۵ بیماروں کے لئے بتقسیم ۲۰ یوم فی کس ۷۰۰ روز درکار ہیں۔ چنانچہ سات سو کو بیس پر تقسیم کرنے سے بیس جواب آتا ہے۔ اور ۳۵ کے دوچند یعنے ۷۰ بیماروں کے لئے بحساب ۲۰ یوم فی کس ۱۴۰۰ یوم اور ۳۵ کے سہ چند کے لئے بحساب فی کس ۲۰ یوم ۲۱۰۰ صرف ہونگے۔

فرض کیجئے ایک شہر میں اندازاً ایک ہزار آدمیوں کی آبادی ہو اور ان میں سے فی صدی دس خانۂ وفات میں داخل ہوں۔ اس حساب سے ایک سال میں اُن بیماروں کی تعداد کو جو معالجہ

کبھی کبھی ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ بعض زندگی سے نا اُمید کرنے والے متعدی اور خوفناک امراض بطور وبا کے تمام عالم میں پھیل کر ہزارہا آدمیوں کو خانماں برباد کر دیتے ہیں اور اکثر ویسی حالت میں گاؤں کے گاؤں بیماری سے ڈر کر جان بچانے کے لئے اپنا سب گھر بار کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ صورت اُنکی بربادی اور خسارہ کا موجب ہے۔ بہرحال ایسے امراضِ وبائیہ کا انتظام اور اُن سے محفوظ رہنے کا بندوبست کوئی معمولی یا آسان کام نہیں ہے۔ جسکو صرف خواص اشخاص یا خواص و عوام ملک بھی کر سکیں بلکہ جب تک اس کام کے واسطے سلطنت کی جانب سے بھی کافی مدد نہ ملیگی انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور یہ اسوقت ممکن ہوگا جب عموماً تمام عالم کے لوگ اور خصوصاً سلطنت عالیہ علم حفظ صحت کو ضروری اور لازمی خیال کر کے قواعد کی پابندی کرینگے۔ ہر ایک شخص جو اس جہان میں وجودِ ہستی سے مُشرف ہے اسکی خواہش بالطبع یہی ہے کہ وُہ اپنی مستعار اور چند روزہ زندگی کو صحت و سلامتی کے ساتھ بسر کرے۔ جو شخص صحت جیسی قابلِ قدر نعمت سے محروم رہکر پُر محن اور رنج دہ امراض میں مبتلا ہوگا اُسکو اپنا جینا وبالِ جان معلوم ہوتا ہے اور وُہ زندگی کے پُر لُطف ذائقہ سے کچھ لذت حاصل نہیں کر سکتا۔ تندرستی ایک ایسا گرانبہا خزانہ ہے جسکی قدر انسان بمصداق تُعرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِهَا بیماری کے وقت میں ہی خوب جان سکتا ہے +

صحت کی تعریف

حسب قاعدۂ طبّی

جملہ اعضاء بدنی کی روزانہ عادتیں بلا رنج و تکلیف اور بغیر صعوبت و درد ایک روش اور طریقہ پر باتحاد دیگر جاری و متحرک رہیں اور حیاتِ نوعِ انسانی میں ایسی حالتِ اتحادیہ کے قائم رکھنے کی کوشش اور تائید کرنا ہمارا مقصود ہے۔

پرانی کتابوں کے صحیفوں اور مولفات قدیمہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر پند ونصائح جو لوگوں کو طاعت کا شوق اور عبادت پر رغبت دلانے کے لئے بیان فرمائی گئی ہیں۔ اُن سے مقصود صرف نفس کو پلیدیوں سے پاک کرنا اور روح کو بذریعہ مجاہدہ اسقدر صاف کرنا کہ وُہ معرفت اور قرب الٰہی کے شایان ہوجائے۔ جب انسان اس کمال کو حاصل کرتا ہے اُسوقت وُہ مدارج کمال انسانی میں سے اُس عزت کے پانے کا مستحق ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اُس کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔

یہ امر بھی بدیہی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ اس کمال کا حاصل کرنا صحتِ بدنی اور جسمانی تندرستی پر موقوف ہے۔ عموماً طبی قاعدوں کی واقفیت اور خصوصاً حفظِ صحت کے قانون ابتدائے آفرینش مخلوقات سے دُنیا میں رائج اور جاری ہیں۔ پُرانے زمانے کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حفظِ صحت کا علم بہت پہلے سے دُنیا میں موجود ہے کیونکہ کاہن اور پُرست برہمن جن کا دین بہت پُرانا ہے اُنکو ہمیشہ پابندی کے ساتھ بجالاتے رہے ہیں اور اُن کے بعد اولوالعزم اور برگزیدہ پیغمبر اور حضرات اولیاکرام اور صلحا وحکما وفضلا نے بھی جو خود واضع قانون ہیں اِس علم کو نظر انداز نہیں فرمایا۔ اِن وجوہات سے اس علم کا اعلیٰ اور اشرف ہونا بدیہی طور پر ثابت ہے۔ اور ہر ایک ان حضرات مشارٌالیہم انبیا وحکما وغیرہ نے اپنے مقصد کی ترویج اور احکام الٰہی کی تلقین میں صحت بدنی کے ارکان کی ہدایات کو ضرور شامل رکھا ہے۔ چنانچہ اسی ذریعہ سے اُس قوم وملت کی بہتری وبہبودی کے اسباب جس کی جانب وہ مبعوث تھے بہم پہنچائے اور مخلوقات کو حال میں فائدہ پہنچانے اور آئندہ کو دین اور دُنیا کی آفات سے محفوظ رہنے کی خدمت کو باسلوبی انجام دیا۔

پس جب قواعد صحت پر قائم رہنے کی ایسے ایسے اعلیٰ رتبہ کے لوگوں نے تاکید وتلقین فرمائی تو کسی ذی شعور متنفس کو اسکا انکار جائز نہیں۔ مگر جو قوانین اور مسائل صحت کے بارہ میں فنِ طب کے رُو سے اور تجربہ علمی اور عملی طہارت ونظافت کے ذریعہ سے

کی غرض سے ہسپتال میں داخل کئے جاتے ہیں ۱۰۵ سے نسبت دیجاوے تو لازماً
اُن کے علاج میں ایک سو یوم صرف ہونگے۔ پس اس قدر کثیر التعداد بیماروں کے معالجہ
و دیگر مصارف میں کیا کچھ صرف ہوتا ہوگا۔ اگر بیماروں کے خرچ خوراک وغیرہ کی رقم کو اور
جو اُن سے بوجہ بیماری کی تکلیف کے فوت ہوئی ہے یعنی کما نہیں سکتے ہیں وہ
جوڑا جائے تو فرض کیجئے کہ دو فرانک یومیہ ہوئے تو یہ تعداد بہ مقابلہ باشندگانِ شہر
کے کچھ کم نہیں ہے۔

حکیم (تنجوفر) کے حسابات کا سلسلہ جس کے ذریعہ سے اُس نے شاہی شفاخانہ میں
داخل ہونیوالے مریضوں کا اوسط نکالا ہے یہانتک ختم ہوچکا۔

یہ نسبت جو حکیم موصی الیہ نے بیان کی ہے اسی طرح بہ تمامہا استنبول کے شہروں میں بھی
مطابق ہوسکتی ہے۔ مثلاً فرض کیا جائے پائے تخت سلطنتِ عثمانیہ کی مردم شماری کا اوسط
تخمیناً ستر لاکھ ہے اور ۲۶ فی ہزار تقریباً وفات پاتے ہیں۔ جو خرچ تمام بیماروں کے
دوا دارو وغیرہ میں صرف ہوتا ہے اگر اوسطاً دس غروش روزانہ فرض کیا جاوے تو جملہ
دارالسلطنت کے بیماروں پر دس کروڑ غروش یعنی بارہ لاکھ ساٹھ ہزار لیرائے عثمانی سالانہ
صرف وضائع ہونگے۔ پس جیسا کہ حفاظت کے وسیلے اور صحت کی تدبیریں سلطنت عالیہ
کی جانب سے بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اگر خواص و اعیانِ سلطنت بھی اس سے متفق ہوں
اور موتی کی تعداد ½ تک پہنچ جائے۔ تو اس صورت میں اہالیانِ استنبول کو سالانہ مبلغ
اٹھائیس ہزار لیرائے عثمانی کا نفع اور فایدہ حاصل ہوتا ہے۔

اب حساباتِ مندرجہ بالا سے جو حکیم تنجوفر نے بیان کئے ہیں اور ہم نے انکو اپنے
شہر پر بھی مطابق کیا ہے بخوبی ظاہر ہوگیا۔

علم حفظ صحت کے قواعد پر عمل کرنا تعداد موتے کی کمی اور زندہ رہنے والوں کی افزائش
اور مالی فواید اور راحت و رفاہ عام یعنے کیسا عجیب اور بیش قیمت نسخہ ہے۔

کرنا کمال شکر کا موجب ہے۔

اب ہم اگر اپنے کلام کو شہر (قسطنطنیہ) پائے تخت خلافت عثمانیہ کی طرف منتقل کریں تو بلاتردد تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ شہر حفظ صحت کے لئے (یورپ) کے تمام شہروں سے موزون اور موافق تر ہے اور اس امر کی شہرت کے لئے اس حساب کو ثانیاً ملاحظہ کرنا چاہئے جو سابق میں ذکر کیا گیا ہے مثلاً کہا جاوے کہ سلطنت عثمانیہ کے باشندوں کی تعداد کا اوسط تخمینہ ستر لاکھ ہو اور اموات کی تعداد جو سالانہ دفتر حفظان الصحت میں درج رجسٹر ہوکر قلمبند ہوتی رہتی ہے بارہ ہزار ہے۔ اور جو لوگ مسافرانہ طور پر پردیس میں جاکر مرجاتے ہیں یا جو کسی وجہ سے اموات کو درج رجسٹر کرا دینے سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ دفتر میں نہیں لکھی جاتیں مگر اس قسم کی اموات کو بھی علی حد الاوسط چھ ہزار فرض کرلیا جاوے۔ اس صورت میں کل قسطنطنیہ کی سالانہ اموات کا اوسط اٹھارہ ہزار ہوا۔ اور اکثر یہی اوسط درج رجسٹر بھی ہوتا ہے پس ہر سال میں اٹھارہ ہزار کی وفات پانے کو چھ لاکھ تین ہزار کا بیمار ہونا حسب قاعدہ مذکور لازم ہے اور فی بیمار بیس یوم معالجہ کے لئے درکار ہیں۔ پس چھ لاکھ تین ہزار کے معالجہ میں بحساب ۲۰ یوم فی کس بارہ کروڑ چھ لاکھ روز صرف ہونگے اور ہر بیمار کے معالجہ میں روزانہ دس غروش کے حساب سے سالانہ بارہ لاکھ چھ ہزار لیرا ئی عثمانی کا خرچ ہے۔

پس ازروئے حساب مذکور منجملہ آبادی سلطنت روم سے جو تقریباً ستر لاکھ ہے سالانہ اٹھارہ ہزار کا فوت ہونا فرض کیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ پائے تخت سلطنت عثمانیہ میں فی ہزار ۲۶ وفات پاتے ہیں۔ اس لئے یہ دار السلطنت حفظ صحت کے رو سے موافق اور معتدل ہے۔ چونکہ شہر (لوندرہ) میں فی ہزار اٹھارہ اور (پاریس) میں ۲۲ (مونیخ) میں ۳۳ (ویانہ) میں ۳۵ (سوکالین) انتالیس فی ہزار اموات ہوتی ہیں۔ اس لئے ۲۶ عدد اوسطاً ۳۹ و ۱۸ کے مقابلہ میں نہایت معتدل معلوم ہوتا ہے۔

حال میں ایجاد کئے گئے ہیں کہ وہ قدیم سے رائج نہیں بلکہ انکو ایجاد ہوئے تیس چالیس سال سے زائد عرصہ نہیں گذرا۔ اس طرف اوّلاً یہ طریقے (فرانسہ) (المانیہ) (انگلستان) میں ظاہر ہوتے ہیں۔ خاصکر (میشل لووی) نے فرانسہ میں اور سابق الذکر (تیخوفر) نے (المانیہ) میں اور انگلستان میں (پارکس) نامی سرآمدان علم حفظان صحت نے (پاستور) اور قورخ نامی مستعد اور نامور حکیموں سے جو علم طبعیات اور علم کیمیا اور علم خوردہ بینی اعضا بذریعۂ آلات کے معروف و مشہور استاد تھے۔ حفظان صحت کے قواعد کا ایک صحیح طریقہ نکالا ہے اور ان مسائل کے حل اور منفصل کرنے کے لیے جو حفظ صحت سے تعلق ہیں۔ حکومتوں کی رائے کو بھی متفق کر کے قانون پاس کر دیا گیا اور اس کی پابندی ہر شخص پر لازم اور ضروری کر دیگئی۔ چنانچہ اروپا کے ضلع میں اور خاصکر انگلستان میں ان قواعد حفظان صحت کے مراعات کی وجہ سے اموات کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے جو فائدہ اور منفعت اس طریقہ سے حاصل ہوا وہ محتاج بیان نہیں۔ اگر دنیا میں کوئی ایسی سلطنت تلاش کیجائے کہ جس میں تعداد اموات فی ہزار انیس یا حسب تحقیقات آخر فی ہزار اٹھارہ ہو تو وہ ایک مشہور شہر (موسومہ) لوندرہ ہے۔ حالانکہ اروپا کے بہت سے بڑے بڑے شہروں میں فی ہزار ۲۲ لغایت فی ہزار پچاس وفات پاتے ہیں۔

علم حفظ صحت کے مطالعہ اور اس کے قواعد پر عملدرآمد کرنے سے تمام شہروں کو مدد و معاونت ملی ہے اور وہاں کے باشندوں کی تعداد اموات کا سالانہ اوسط بہت ہی کم ہو گیا۔ منجملہ ان شہروں کے شہر (ویانہ) ہے کہ آج اسکی سالانہ اموات کی تعداد کا اوسط فی ہزار نیس لغایت ۳۵ ہے۔ اگر اس تعداد کو شہر مذکور کے سو برس پہلے کی حالت سے مقابل کیا جائے تو تعداد اموات میں بہت بڑا فرق ظاہر ہوگا۔

باوجودیکہ شہر (ویانہ) کی آبادی بہ نسبت اسوقت کے پیشتر بہت زیادہ تھی مگر وفات پانے والوں کی تعداد فی ہزار ۸۰ سے کم نہ تھی۔

پس یہ حال شہر مذکور کے لیے بخوبی ثابت کرتا ہے کہ اسکا صحت کی حالت پر بے زحمت ترقی

فصلِ اوّل

صفائی کا بیان

اِس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کتب خانۂ اسلام کی آسمانی کتابوں میں عموم اوامر ونواہی مذہب کے بیان اور خصوصاً حفظ صحت ابدان کے اظہار کے لئے سب سے اعلیٰ جامع اور مانع کتاب ہے۔

اور علاوہ ازیں جو ہدایات اس بارہ میں احادیث پیغمبر خدا میں تلقین فرمائی گئی ہیں اور اصحاب و آل و آئمہ مجتہدین نے بھی ان کو عملاً کر دکھلایا ہے۔ وہ بہت قسم کی اور بیشمار ہیں کہ یہ ناچیز اس مختصر رسالہ میں انکو باقساطہا درج اور جمع نہیں کرسکتا لیکن مختصراً اُس کے اصلی اور ضروری نکتوں میں سے سب سے پہلے طہارت و صفائی کی بحث کو مطالعہ کرتا ہوں۔

طہارت وصفائی کی بحث کو جیسا کہ کتب فقہ وطبیہ میں ضروری اور لازمی خیال کیا گیا ہے ایسے ہی پیغمبر خدا نے اُسکو مذہب اسلام میں زیادہ توجہ کے قابل بیان فرمایا ہے۔ جو مسلمان طریقۂ نبویہ کی پابندی اور احکام شریعت کے خالص اور سچے دل سے اطاعت کرتے ہیں وُہ باعتبار پاکیزگی وطہارت رُوحانی وجسمانی خدا کے تمام بندوں کے لئے نمونہ بنانے کے لائق ہیں۔ نوعِ انسانی اس سرزمین پر آباد ہے۔ اُس کی بقاء اور سعادت اور آبادی کی بنیاد صفائی پر مبنی ہے۔ علی الخصوص تمام بدن کی اور قسماً بعض اعضاء بدنیہ کی صفائی جیسا کہ مُسلمانوں کا دستورالعمل ہے اور وُہ اس

لہٰذا یورپ استنبول کے بڑے بڑے شہروں میں سے اذہ۔ وسے قواعد علم حفظانصحت کے بہت موافق اور مطابق ہے اور اس کا سبب چند وجوہ پر منحصر ہے ایک یہ کہ شہر قسطنطنیہ زیادہ تر چھوٹے چھوٹے بلند پہاڑوں پر موضوع و مبنی ہے۔ چنانچہ قواعد صحت کے رُو سے اسکا ایسے موقعہ پر موضوع ہونا ہی لطافت بخش ہے اور اس کے چاروں طرف سے قسم قسم کی حیات بخش خوشبوئیں ہمیشہ ہوا کو صاف کرتی رہتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ شہر کے ایک جانب نہر (ابوغاز) اور دیگر جانب (خلیج) دونو قدرتی اور پاک نالے قدیم زمانہ سے جاری ہیں تو تمام شہر کی ناپاکی اور غلاظت کو ہر روز بہالیجاتے ہیں۔ اور آبادی میں نجاست کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا۔ گویا یہ پاکیزگی اور صفائی کی صُورت اس پُر رونق شہر کو طبعی طور پر حاصل ہے۔ مگر حفظانِ صحت کے حقیقی اور اصلی دیگر اسباب شاہ عدالت پناہ اور رعیت پرور کی فیض بخش توجہ سے وقتاً فوقتاً آمادہ و مہیّا ہوتے رہتے ہیں۔ جسکے ادائے شکر سے ناچیز رعایا مقصر اور معذور ہے۔

یہاں تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے وُہ محض ناظرین کی توجّہ علم حفظ کی جانب مبذول کرنے کے لئے اب ناظرین باتمکین کتاب کے مقصد اصلی اور موضوع حقیقی کی طرف رجوع فرمائیں ✦

روشن حکمت شریعت نے اس کام میں رکھی ہے حاشا کسی عقلمند اور صاحبِ فراست کے نزدیک قابل انکار نہیں۔ باوجودیکہ اسلام کے جملہ احکام خاصکر متعلقہ طاعات وعبادات واجب العمل اور لازم التعمیل ہیں مگر بایںہمہ اسلام کی جانب سے کسی شخص پر ایسی سخت گیری نہیں کی گئی جسکو وہ برداشت نہ کر سکے۔ اگر کوئی شخص ضعفِ بدن یا کسی دوسری بیماری وغیرہ کی وجہ سے ان احکام کی تعمیل کرنے سے معذور ہو اُس کو نظر رحمت سے دُور فرماکر اسلام سے علیحدہ نہیں کیا گیا بلکہ ایسے معذوروں کو ادائے طاعات کے لئے سہل اور آسان طریقے بتلا دیئے گئے ہیں۔

(۱) مثلاً کسی شخص کو اثنا سفر میں طہارت کے لئے پانی میسر نہ ہو یا اس کو کسی مرض کی وجہ سے پانی سے طہارت کرنا ضرر پہنچاتا ہو تو ایسے معذور کے لئے اس موقع پر شریعت نے بجائے پانی سے وضو کرنے کے مٹی سے تیمم کرنا جائز فرما دیا ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تلاوت اور اس سے ہاتھ لگانے کو بغیر طہارت کے ناجائز فرمایا گیا ہے۔

اور ہر مسلمان کے لئے قرآن کی تلاوت فرض اور عبادت ہے اور وہ بغیر حصول طہارت درست نہیں۔

(۳) بیت اللہ کا حج ہر بالغ مالدار مسلمان پر واجب ہے وُہ بھی بغیر طہارت کسی صورت میں جائز نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان دُور دراز ممالک کا سفر اختیار کرے اس کو بھی بعد طہارت سفر کرنا مستحب ہے۔

(۴) اگر کسی ناپاک چیز کے جسم سے مس کرے تو بھی طہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۵) میت کے غسل دینے کا بھی شریعتِ اسلام نے حکم فرمایا ہے اور میت کو غسل دینے سے پہلے اور بعد میں غسّال پر بھی غسل واجب ہو۔ اور لاشۂ حیوان یا ایسی میت کے چھونے سے جسکو باقاعدہ غسل نہ دیا گیا ہو طہارت لازم ہوجاتی ہے۔

عمل کے لئے مذہبًا مکلف ہیں۔ حفظِ صحت کے لئے نہائت ضروری اور لازمی امر ہے جس پر مداومت کرنے سے انسان کو صحت تامہ حاصل ہوسکتی ہے۔ اور بہت سے وبائی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ قواعدِ صحت کی اصلی شرائط صفائی وطہارتِ بدنی ہے۔ جب کسی شہر میں طاعون وغیرہ وبائی امراض پھیلتے ہیں اور یہ وحشت اثر خبر ہمارے کانوں تک پہنچی۔ تو بہمہ نہج اُس شہر کے باشندوں سے ربط واختلاط ترک کرکے اپنے شہر وممالک کی نگہداشت میں ہمہ تن مصروف ہوجاتے ہیں۔ اور قصبات ودیہات اور شہر کے وُہ مکانات مثل مکاتب جیلخانے شفاخانے وغیرہ جو رفاہ عام کے لئے بنائے گئے ہیں حسب قوانین حفظ صحت صاف رکھے جاتے ہیں۔ خاصکر ہر شخص اپنے اپنے مکانات میں صفائی کی پُوری پُوری رعائت رکھنے کی حفظِ صحت کے لئے کوشش کرتا ہے اور یہ سب صورتیں احکامِ طہارت میں داخل ہیں۔ جس کے لئے مُسلمان ہمیشہ مامور ومکلف ہیں۔ قرآن کریم میں مسائل طہارت کو مکرر سہ کرر توضیحاً بیان فرماکر اُن کا عملدرآمد دریافت فرمایا ہے اور کیفیتِ طہارتِ بدن کی نماز کے واسطے جو اوقات معینہ ہیں ادا کی جاتی ہے۔ ہر مُسلمان پر فرض کردی گئی ہے۔ اولاً نماز سے پہلے شریعت کے اصُول کے موافق طہارت کرنا فرض ہے۔ کیونکہ جب تک اعضاء بدنی کو پاک نہ کیا جاوے تو نماز صحیح نہیں ہوسکتی اور اس کا ناجائز اور غیر صحیح ہونا قرآن شریف کی آیت سے ثابت ہے ایسا ہی حسب قاعدہ طبّیہ ہاتھ پاؤں کو دھونا اعلیٰ درجہ کا مفید ہے اگر ہم اس کے فوائد کو جُدا جُدا مشرح بیان کریں تو اس بارہ میں ایک مفصّل رسالہ تیار ہوجائیگا۔ علمِ طب میں اوّل آبدست یعنی ہاتھوں کا دھونا لازمی مانا گیا ہے کیونکہ تمام جسم میں سب سے پہلے ہاتھوں پر میل کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور یہی سب سے زیادہ اور سب سے پہلے میلے ہوجاتے ہیں اور اکثر امراض متعدیہ ہاتھوں کے ذریعہ سے سرایت کرکے تمام جسم میں نفوذ کرجاتے ہیں۔ پس جو ظاہرو

کیسا فرض اور واجب اور ضروری بیان کیا ہے۔
شرع اسلام میں حیض کی کیفیت کو بھی کہ جو ہر مہینہ کے شروع میں فرقہ اُناث کو فطرتاً لاحق ہوتی ہو نظر اعتبار سے دُور نہیں فرمایا کیونکہ اس حالتِ خاص میں مباشرت سے قطعاً پرہیز کرنے کا حکم فرمایا ہے۔
پس احکامِ طہارت مذکورہ بالا کی خوبیوں کو فراموش کرنا اور اُنکو پسند نہ کرنا کمال درجہ کی بے انصافی اور ناحق شناسی ہو۔

ختنہ کی خوبی پر بحث

چونکہ اس فصل میں ہم نے بالعموم انسانوں کی پاکیزگی اور صفائی اور اُن کے بعض امراض متعدیہ سے محفوظ رہنے کی بحث کی ہو۔ لہذا ہم اس موقعہ پر ایک نہایت مفید اور بیرانہ مصلحت طریقہ ختنہ کی خوبیوں کا بھی اسی بحث میں ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔
ختنہ اُس زائد کھال کے ٹکڑہ کے کاٹنے سے مراد ہو جو مردوں کے آلہ تناسل کے حشفہ کو چھپائے رکھتا ہے اور اس زائد پوست پارہ کو طب کی اصطلاح میں (غلفہ) کہتے ہیں جسکا ازالہ مسلمانوں کے فرقہ میں مذہبی طور پر واجب ہو۔
اس زائد کھال کا ازالہ نہ کرائے جانے کی صورت میں پانچ قسم کی مندرجہ ذیل بیماریں کے حشفہ میں پیدا ہو جانے کا قوی احتمال ہے۔ اور اس مسئلہ کو زمانہ موجودہ کے ڈاکٹر اور طبیبوں نے تجربہ کے بعد تصدیق کیا ہے۔ وہم ہٰذا۔
ذات الحشفہ۔ ذات الغلفہ۔ ذات الحشفہ والغلفہ۔ تضیق قدامی۔ تضیق خلقی۔
چنانچہ مسلمان عمل ختنہ کی وجہ سے ان امراضِ مذکورہ بالا میں کبھی مبتلا نہیں ہوتے۔
مذہب اسلام میں نئے پیدا ہونے والے بچہ کو بھی فوراً غسل و طہارت دینے کا حکم دیا گیا

(۶) نشہ اُترنے کے بعد بلا غسل کوئی عبادت جائز نہیں۔

(۷) مباشرت و جماع کے بعد غسل فرض و بول و براز کے طہارت واجب ہے۔

یہ قواعد طہارت و نظافت ہر اہل قبلہ کے لئے لازم التعمیل ہیں۔

جو لوگ ان احکام کی تعمیل میں قصور کرتے ہیں۔ آخر الامر انکو قسم قسم کے تکلیف دہ امراض میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اور اس کی تصدیق بڑے بڑے حاذق اور نامی طبیبوں نے بعد تجربہ کثیر فن طب کے ذریعہ سے حاصل کی ہے۔ حاصل آنکہ احمدیہ شریعت میں عمل طہارت و پاکیزگی کو اللہ پاک کی عظیم نعمتوں کا پورا کرنے والا اعتبار کیا گیا ہے۔ بلا وساطت اس کے کوئی نعمت آلہی از قسم عبادت وغیرہ انجام کو نہیں پہنچ سکتی۔ اور ناتمام سمجھی جاتی ہے اور حکم آلہی جلد کی نظافت باقسامہا کے لیے بھی ناطق و آمر ہے۔ اور یہ عمل صحت کے دو عظیم اور اہم مقصودوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اولاً بذاتہ خود جلد کی صفائی ہے۔ ثانیاً جلد میں سختی اور سخونت پیدا ہو جاتی ہے۔ تاکہ خارجی اثروں سے محفوظ ہے

پس ان دو چیزوں کی مدد سے ہمارا جسم اوّل تو ہر قسم کے میل اور ناپاکی سے جو خارجی طور سے پہونچتی ہے رہائی پاتا ہے اور دوسرے خارجی ہواؤں کی تاثیر سے اثر یاب نہیں ہوتا۔ شریعت کے نزدیک اُنکی صفائی کبھی عموماً ہوتی ہے اور کبھی خاص عموماً تو مہینہ میں کئی بار یعنے ہر ہفتہ میں بروز جمعہ حمام کرنا مستحب ہے۔ جس سے بدن پاک اور صاف رہے اور خصوصاً دن میں کئی بار کہ جس سے بدن کے بعض اعضا کی خاص صفائی ہوتی ہے۔ اور بوقت نماز وضو کرنا جس انسان خود بذاتہ بلا مدد غیری حاصل اور پورا کرے لیکن اس طہارت کو اگر بوجہ کسی شرعی عذر کے وہ خود پورا نہ کر سکے تو مجبور ہے۔ اور خصوصی طہارت یعنے وضو میں علاوہ منہہ اور ہاتھ پاؤں دھونے کے بینی اور دہن اور دانتوں کا پانی سے صاف کرنا بھی داخل وضو اور ضروری ہے۔

ان اعضا کی صفائی کی پابندی کے عمل کو دیکھو علم حفظ صحت ابدان نے بھی

ظروف استعمالیہ باورچیخانہ

دین اسلام میں خورونوش کے برتنوں کی صفائی کا بھی ضروری طور پر حکم دیا گیا ہے برتن خواہ تانبے کے ہوں یا مٹی وغیرہ کے۔ استعمال کے بعد اُنکو پاک مٹی سے مانجکر تین مرتبہ پانی سے دھونا اور صاف کرنا ضروری ہے۔

جو اشیاء ناپاک چیزوں سے مس کرینگی۔ جس کسی برتن میں ناپاک جانور منہہ ڈالدیگا وہ تاوقتیکہ پانی سے پاک نہ کی جادیں مگر وہ ناپاک ہیں انکا استعمال جائز نہیں۔

فصل دوم

پانی کے فوائد کا بیان

یہ امر ہر انسان پر بخوبی روشن ہے کہ پانی انسانی زندگی کے بقا و قیام کے لئے ایک لازمی اور ضروری عنصر اور اُس کی ضرورت صرف طہارت بدنی وصفائی جسمانی کے لئے ہی ثابت نہیں بلکہ جس خوردنی غذا کو ہم بدن کے (بدل مایتحلل) ہونے کی غرض سے معدہ میں داخل کرینگے پہلے اس کو پانی ہی کی امداد سے قبول کرتا ہے کیونکہ پانی کے ذریعہ سے ہی غذا رقیق ہوکر امعاء میں پہنچتی ہے۔ پس عموماً ہمارے کھانے کی چیزیں پانی سے ہی تیار ہوتی ہیں اور جن چیزوں کو ہم خود تیار کرتے ہیں وُہ بھی بغیر پانی کے تیار نہیں ہوسکتیں۔

اگر اس بارہ میں غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پانی

یعنی جسوقت رحمِ مادر سے خارج ہو معاً اُس کو نہلا دھلا کر غلاظت نکمی سے جس میں وہ آلودہ ہے پاک صاف کر دیا جاوے فی الواقع نوزائیدہ بچوں کو جن کا جسم نہائت کمزور ہونے کی وجہ سے امراض کو جلد قبول کر لیتا ہے۔ فنِ طب میں بھی بعد ولادت معاً بلا تامل غسل دینے کا ضروری قاعدہ بیان کیا ہے۔ جس سے اس کی زندگی و بقا متصور ہے۔

مذہبِ اسلام میں قواعدِ لباس و پوشاک کی تجویز کو بھی فروگذاشت نہیں فرمایا ایسا لباس پہنایا جاوے جو دائرہ ادب و تہذیب میں داخل ہو۔ تمسک اور تن آرائی کی غرض سے ایسا لباس پہننا جس سے انسان انگشت نما ہو ممنوع و مکروہ ہے۔

پیغمبر خدا اپنے لباس مبارک میں ہمیشہ لوازمِ طہارت و نفاست کو ملحوظِ خاطر اقدس رکھتے تھے۔ ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو لوگ اپنی پوشش و لباس میں دائرہ ادب سے تہذیب سے گذر کر اسراف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نظر توجہ سے اُن کی جانب نہیں دیکھتا۔

مذہبِ اسلام میں پردہ نشین عورات کو بھی تطہیر جسم کے آداب مثل مردوں کے تلقین کیئے ہیں اور انکو ان پابندیوں کا مقید اور وظیفہ دار بنایا گیا ہے۔ کیونکہ حسن و جمال کی جملہ خوبیئیں طہارت و نفاستِ جسمانی پر موقوف ہیں۔ عورت ہر چند باعتبار شکل و صورت کے کیسی ہی حسین اور خوبصورت ہو لیکن اگر اس میں بدن کی صفائی اور جسم کی نفاست نہیں ہے تو ہرگز قابلِ رغبت نہیں ہو سکتی بلکہ حقارت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

یہ صورتیں درقسمِ طہارت جو طائفہ نسوان حفظِ صحت جلد کے لئے بیان کی گئی ہیں از روئے قاعدہ طبیہ بھی نہائت قیمتی اور گراں بہا ہیں۔

بندگی کرو کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ذرا سی دیر میں اس شیریں اور خوشگوار پانی کو کھاری اور نامرغوب پانی سے بدل دے۔ اور شیریں پانی کی خاصیت کو صحت کے لئے موزون اور موافق ہوتا بھی پیغمبر صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ فی الواقع پانی کا پاک اور خوشگوار ہونا واسطے صحت اور تندرستی جسمانی کے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ کھاری پانی صرف ناقابل الشرب ہونے کی حیثیت سے ہی خراب نہیں بلکہ اور گھر کی ضروریات کے کام میں بھی اس کا لانا غیر مفید ہے۔ بہرحال انسان کے واسطے خواہ مریض ہو یا تندرست لازم المقدور اور نا یحتاج پانی سے محروم رہنا سخت نقصان بلکہ موت کا موجب ہے۔

لازم مقدار شیریں پانی کے نہ ملنے اور زائد از ضرورت آب شور کے بآسانی میسر آنے میں کچھ فرق نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں صورتیں امراض متعددہ کے پیدا کرنے والی اور مہلک ہیں۔

پس سلطنت عالیہ کی توجہ خاص طور پر اس معاملہ کیجانب مبذول ہونی چاہئے۔ کہ وہ اپنی ماتحت اور دست نگر رعایا کی رفاہ کے لئے چشمہ اور چاہات اور نہریں وغیرہ تیار کرائے اور تمام قصبات و شہروں وغیرہ کی رعایا کو شیریں پانی کے ذائقہ سے بہرہ یاب کرے +



بقار حیات انسانی اور آمادگی اشیاء خوردنی کے لئے نہایت ضروری اور لازمی چیز ہے۔ کسی ایک شہر میں پانی بکثرت موجود ہو۔ اور دوسرے میں کمی کے ساتھ۔ تو اول شہر میں بہ سبب کثرت موجودگی آب حفظ صحت کا زیادہ لحاظ ہوسکتا ہے اور وہاں کے پانی کا استعمال انسان کے لئے قدرتًا موجب تندرستی وصحت ہے۔ اور دوسرا شہر جس میں پانی کمی کے ساتھ موجود ہے۔ بہ سبب اُس کے باعتبار حفظ صحت بہت کم درجہ پر ہوگا۔

شریعت اسلام میں حصول طہارت اور عبادات پورا کرنے کے لئے پانی نہایت ضروری شئے ہے۔ اسی بنیاد پر خدا کی راہ میں چشمہ اور نہریں بنوانا اور کنوئیں کھدوانا بڑے ثواب اور نہایت نیکی کا کام ہے۔ اور جو اللہ کے خالص پرستار اور سچے بندے رفاہ عام کے واسطے یہ کام لوجہ اللہ کرتے ہیں انکا ذکر خیر دنیا میں بڑی نیکی کے ساتھ کیا جاتا ہے اور کیا جائیگا۔

پانی جو کہ خدا کی عظیم اور بیشمار نعمتوں کا ایک نمونہ ہے اُس کے ادائے شکر کے بارہ میں خدا نے تمام روئے زمین کے باشندوں کو ضروری طور پر یہ حکم فرمایا ہے کہ اس نعمت عظیمہ کا ہمیشہ ہماری درگاہ میں شکر وسپاس ادا کرتے رہیں۔

اور قرآن مجید میں پانی کو زمین اور انسان اور حیوان اور نباتات کی حیات کا مادہ بیان فرمایا گیا ہے اور اس لئے اُن کی خدمات کو جو قوت انبات زمین اور حیات انسانی وحیوانی کے لئے نہایت مفید اور ضروری ہیں چند آیات میں متعدد طور پر ذکر کیا گیا ہے اور چونکہ وہ آیات مقدسہ عام طور پر مسلم اور معلوم ہیں اس لئے اس رسالہ میں انکا ذکر بعینہ ضروری نہیں خیال کیا گیا۔ پیغمبر خدا نے پانی کے حق میں جسکو اہل ایمان پیتے اور طہارت وغیرہ کے کام میں لاتے ہیں فرمایا ہے کہ اے لوگو اس نعمت عظیم کے شکریہ میں خدا کے سامنے عرض عبودیت واظہار

نہایت کثیر الغذا اور نافع تجویز کیا ہے۔ فرقہ اسلام میں ان اشیاء کی قوت غذائیہ کی تحقیق بہت دن پہلے سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔

اور جو کھانے کی اشیاء کہ ناپاک ہو جاویں یا سڑ جاویں یا مُردہ حیوانات کا گوشت یا ایسے جانور کا گوشت جو پتھر یا لکڑی کی ضرب سے وحشیانہ طور پر مار ڈالا گیا ہو اور باقاعدہ حلال نہ کیا گیا ہو اور خون اور سور کا گوشت ان سب چیزوں کا استعمال جو اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ شریعت میں قطعاً حرام اور ناجائز ہیں۔ اور اس کے ناجائز اور حرام ہونے کی خوبیوں سے علم طب بھی متفق ہے۔ کیونکہ جو نقصانات سڑی بُسی اور ناپاک چیزوں کے استعمال سے جسمِ انسان میں پیدا ہوتے ہیں اس سے مراد امراض (طفیلیہ) ہیں جو معدہ اور امعاء اور اعضاء مختلفہ بدن میں حادث ہوتے ہیں۔

جن حیوانات کا گوشت کھانا حلال ہے تاوقتیکہ اُن کو اوّل بقاعدہ مشروعہ ذبح نہ کیا جائے اور اُنکے گلے کی شہ رگوں کو ایک تیز اور دھاردار آلہ سے کاٹ کر خون کو بدن سے نہ نکال دیا جائے اُسوقت تک اُن کا استعمال جائز اور درست نہیں اور علمِ طب کے نزدیک بھی یہ عمل نہایت شائستہ اور قابلِ تعریف ہے کیونکہ خون کی موجودگی گوشت میں نفرت کا باعث اور نقصان کا موجب ہے۔

ان جملہ احکام شرعیہ کا صحیح اور درست ہونا از روئے فنِ حکمت تصدیق اور تحقیق ہو چکا ہے۔ خاصکر جو باریک حکمت شارع نے سور کا گوشت حرام کرنے میں رکھی ہے اگر علم حفظِ صحت کی نظر سے دیکھا جاوے تو اُسکی حُرمت واقعی ضروری ثابت ہو گی کیونکہ ایک خاص مرض جسکو (دودشعر) کہتے ہیں بالخاصہ سور کا گوشت کھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ جانور طبعاً بھی ناپاک اور مردار ہے اور اس کی حُرمت کے بارہ میں مذہب کے برگزیدہ خیال کے ساتھ طبیعت انسانی بھی موافقت کرتی ہے۔ لہٰذا اسلام نے اسکو نفرت کی نگاہوں سے ناحق اور ناواجب طور پر نہیں دیکھا۔ اور اسکو

فصلِ سوم

ماءکولات کا بیان

شریعتِ احمدیہ میں حرام ماءکولات کے نہ کھانے کی توجیہ اور جو جائز ماءکولات کے استعمال کے فوائد بوجہ احسن ظاہر کئے گئے ہیں۔ چونکہ بغیر غذا کے نوع انسانی کا زندہ رہنا محال ہے اس لئے غذا بھی اللہ تعالےٰ کی ایک عظیم بخششوں میں شمار کی گئی ہے اور اس پر ہر جاندار کی حیات کا مدار ہے۔ قرآن کریم کی بعض آیتوں میں زمین کے دانوں اور درختوں کے پھلوں مثل زیتون انجیر و خرما وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور جن جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے مثل بکری گائے اور تمام جنگل اور دریا کے حیوانات کہ اُنکی غذا کی قوت سب دنیا میں مشہور و معروف ہے۔ جُدا جُدا گِن کر بتلا دیا اور اُن کے کھانے کا اختیار دیدیا ہے خاصکر اُن جانوروں کے گوشت کے استعمال کا حکم جن میں قوت غذائیہ زیادہ ہے۔ پیغمبر خدا کیجانب سے مسلمانوں کے لئے نافذ ہوا ہے۔ چونکہ دنیا کے کاروبار میں مصروف ہونے سے ہر انسان کی قوت میں فرق اور اعضا میں ضُعف لاحق ہو جاتا ہے اِس لئے وُہ تلافی مافات یعنی ضائع شدہ قوت کو لوٹانے کے لئے عمدہ اور طاقت ور غذاؤں کو تلاش کرتا ہے۔

اور عمدہ اور طاقتور غذاؤں میں گوشت سے بہتر کوئی دوسری غذا نہیں۔

جن غذاؤں کو اِس زمانہ میں حفظانِ صحت کے بڑے بڑے مُستند طبیبوں اور نامور ڈاکٹروں نے (کیمویہ) سے تجربہ حاصل کرکے اِنسان کے بدن کے واسطے

چوتھی فصل

لباس کا بیان

دُنیا میں ہر ایک انسان کے لیئے لباس جس سے وُہ اپنی تن پوشی کرتا ہی ایک محافظ ہتھیار شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض کوتہ اندیش اس کے ذریعہ سے محض زینت و آرائش مدنظر رکھ کر دلچسپی اور خوش شکلی ظاہری حاصل کرتے ہیں۔ اور اس میں حفظِ صحت کی موافق ہونے کی کچھ رعائیت ملحوظ نہیں رکھتے اور اسی سبب سی پوشش و لباس کے مقصد اصلی اور علتِ غائی سے دُور جا پڑتے ہیں۔ ہر چند انسان اپنی پوشاک میں ظاہری خوشنمائی کی بھی رعائیت رکھتا ہی اور یہ رعائت کچھ گناہ میں نہیں ہی۔ مگر اسکو صحت جیسی چیز پر مقدم رکھنا دانشمندی کے خلاف ہی۔ یہی وجہ ہی کہ اسلام کے نزدیک لباس میں سادگی۔ اور صفائی اور کشادگی ہونا ضروری ہی اور لباس وغیرہ میں محض زینت و خودپسندی کے لئے مبالغہ و اسراف کرنا بڑا گناہ ہی اور دیندار مسلمان اسکو بُرا جانتے ہیں۔

پوشاک کا پاک و صاف ہونا خاص صحتِ بدنی اور عافیت جسمانی کے لئے ایسا پُر تاثیر عمل ہے جسکے ثبوت میں دلیل و برہان پیش کرنے کی کچھ ضرورت و احتیاج نہیں معلوم ہی چنانچہ مسلمانوں میں نماز بجز پاکیزگی لباس کے صحیح و درست نہیں ہوتی۔

از روئے قواعدِ فنِ طب حرارت غریزی بدنی کی حفاظت کرنا ایک لابد اور ضروری امر ہے اور اسی وجہ سے پہلے مسلمان جنکا طریقہ پوشش اور طرز لباس موافق مذہب اسلام تھا یعنے فراخ کشادہ لباس پہنتے تھے از روئے صحتِ جسمانی اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ مگر اسوقت کے لوگ بالعموم محض زینت اور حُسن افزائی کی غرض سے ایسے پسندیدہ اور

استعمال نہ کر سکنے کی وجہ سے مسلمان کبھی مرض مذکور یعنی (دو د شعر) میں مبتلا نہیں ہوتے ہیں
اس موقعہ پر مسلمانوں کی اس عادت کو کہ وہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھا چکنے کے بعد
اپنے ہاتھ اور مُنہہ کو پانی سے صاف کرتے ہیں ذکر نہ کرنا بڑی بے انصافی ہے
کیونکہ علم حفظِ صحت کے نزدیک یہ عادت نہایت ضروری اور قابلِ توجہ ہے۔ خاصکر
مطالعات پاسٹور نام حکیم کے کہ جس نے قسم قسم کے امراض کے اسباب کو خوردہ بین
عضوی یعنے میکروب کے ذریعہ سے دریافت کر کے بہت سے علمی شبہات دفع
کئے ہیں اور اس کے بعد اس نیک اور عمدہ عادت یعنی ہاتھ اور مُنہہ صاف کرنے کی
خوبی حکما۔ فرنچ کے نزدیک بھی مقبول اور قابلِ تسلیم سمجھی گئی۔
بدنِ انسان کے جملہ اعضا میں سب سے پہلے جو عضو کہ زیادہ تر خارجی ناقص
تاثیرات سے اثر یاب ہوتا ہے وہ دہن اور خاصکر ہاتھ ہیں کہ جن کا صاف رکھنا صحت
بدنی کی رعایت کی غرض سے بے انتہا فوائد کا موجب ہے کیونکہ اُن کے صاف رہنے
سے میکروب ہمارے جسم میں مشکل کے ساتھ دخل یاب ہو سکتی ہے اور خوفناک امراض
ہیضہ چیچک وغیرہ میں ہمارا بدن بہت کم مبتلا ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے
علوم فنون قرآن کریم کے احکام کو اُنکی خوبیوں سے واقف ہو ہو کر پے در پے قبول
کرتے چلے جاتے ہیں۔



شخص بوجہ عذر شرعی مسجد میں جا کر نماز ادا نہ کر سکے یعنی چلنے سے معذور ہو تو ایسے شخص کو مکان میں نماز ادا کرنے کی شریعت کی جانب سے رخصت ہے۔ پس ایسی صورت میں لازماً مسلمانوں کے مکان ہر وقت پاک صاف اور قابل ادائے نماز ہونے چاہئیں اور اُن کا صاف رکھنا لازمی طور پر واجب ہوا اور یہ مسئلہ چونکہ آئندہ فصل میں آنے والے مسئلہ سے متعلق ہے لہٰذا زیادہ تر ہم اس موقعہ پر اس کی بحث کرنا نہیں چاہتے بلکہ اس کا مفصل بیان اگلی فصل میں تحریر کرینگے۔

پانچویں فصل

زمین کا ذکر

علم حفظ صحت میں زمین کے حالات سے متعلق بڑی لمبی چوڑی بحثیں کی گئی ہیں۔ حکیم (تیجو فر) نے جن کا ذکر سابق میں تفصیلاً کیا جا چکا ہے۔ اس مسئلہ کی تلاش میں ایک مدت دراز تک مصروف و مشغول رہکر ثابت کیا ہے کہ زمین کی ترکیب کے اقسام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر قسم قسم کے امراض کی پیدائش کا موجب خود زمین ہے۔ جبکہ (سعور تحت الارض) ہمارے ابدال و اجسام پر قسم قسم کی تاثرات پیدا کرتے ہیں تو سطح زمین بھی انسانوں کی صحت پر چاہئے کہ ایسی ہی تاثیرات حاصل کرے۔ شریعت احمدیہ نے جس حال میں کہ ادائے عبادت کا حکم مسلمانوں پر نافذ فرمایا ہے۔ تو زمین کی پاکیزگی کو بھی جن پر فرائض عبادت انجام دیئے جائیں یا نور رکھے جائیں لازم اور ضروری ہونا شرط فرمایا ہے۔ پس جو مفید اور بزرگ مقصد اس کا

مفید صحت یعنی فراخ لباس کو ترک کر کے تنگ پوشاکیں پہننا پسند کرتے ہیں۔ اور اس
زیب و زینت کی بلا میں مبتلا ہو کر صحت کی اصلی حقیقت کو بھول جاتے ہیں اور ہم بڑی
افسوس کے ساتھ اس کہنے پر مجبور ہیں کہ اس قسم کے تنگ اور باہم پیچیدہ کپڑا پہننے
کی وضع اختیار کرنا سوا اس کے کہ تنفس میں خرابی اور خون کے بہاؤ میں نقصان اور
خلل پیدا کرے۔ موسم سرما میں ہم کو سردی کے اثر سے تو محفوظ رکھ نہیں سکتا۔ کیونکہ
عموماً علم حفظ صحت کے نزدیک اور خصوصاً حکیم (تبخوفر) کے تجارب و تحقیقات کے رُو سے
یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ لباس ہمیشہ وسیع اور فراخ ہونا چاہئیے۔ خاصکر موسم
سرما میں لباس کشادہ ہونا چاہئیے بدن سے ملا ہوا ہرگز نہ ہو کیونکہ جب لباس تنگ اور
بدن سے ملا ہوا ہوگا جاڑے کا اثر ہمارے جسم پر بہت جلدی اور زیادہ ہوگا۔ اور اگر
لباس کشادہ ہوتا ہے تو سردی سّا یکلخت ہمارے جسم میں سرایت نہیں کر سکتی۔ بلکہ یہ
لباس اس خارجی ہوا سرد کے جو لباس کے مسامات میں داخل ہو کر اوّل حارہ طبقہ ہوا میں
کہ جو لباس اور جلد بدن کے بیچ میں ہو اور وہ بدن کی حرارت طبیعیہ سے ہی جلد کو حاصل
ہوا ہے۔ ابتدائیہ اور سخت نقصان وہ تاثیروں کو معتدل کر دیتا ہے۔ اور اس صورت
میں خارجی سرد ہوا کے چھونے سے جلد کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ پس اس بنیاد پر لباس کا
کشادہ اور فراخ رکھنا مناسب مصلحت اور قرین قیاس ہے۔

چونکہ لباس اور مکانات ہر مرد انسان کی ایک خاص خدمت کے لئے موضوع ہیں۔
یعنی مضر صحت ہوا سے محفوظ رہنے کے لئے مکانات اور ملبوسات میں رکھے جاتے
ہیں۔ پس جیسا کہ لباس اور پوشاک کی صفائی ضروری ہے۔ ویسا ہی مکانات
کی صفائی بنا بر حفاظت صحت لازمی ہے۔ اور اس کی بنیاد بھی قواعد
علم حفظِ صحت پر مبنی ہونی چاہئیے۔ مذہب اسلام نے اپنے مکانات مسکونہ
کو حسب قاعدہ و قوانین حفظ صحت تعمیر کرانے کی بھی بحث فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی

(۳) غلاظت ہائے مذکورہ طبقۂ سطح بالذات روئے زمین کو متعفن اور بدبودار کرکے طبقات سطحیہ اور عمیقۂ زمین کو بھی مورث عفونت کردیتی ہیں۔ ہوا اور زمین اور پانی کی تاثیریں از روئے فن بھی آشکارا اور ظاہر ہیں اور جو کچھ پیغمبر صاحب نے اس کے بارے میں فرمایا ہے اسکو حفظانِ صحت کے ڈاکٹروں نے بھی اس زمانہ میں عموماً تسلیم متفقہ کیا ہے۔

جبکہ شریعتِ احمدیہ نے اہل ایمان کو سوا بعض مستثنیٰ مقامات کے ہر جگہ اور ہر موقعہ پر ادائے طاعات و عبادات کے اجازت دی ہے تو اس جہت سے پاک اور طاہر رکھنا ممالکِ اسلامیہ کی تمام زمین کا لازمات و ضروریات سے ہے۔ از رُوئے علم حفظِ صحت زمین طاہر اس زمین کو کہتے ہیں کہ ہر قسم کے سڑے ہُوئے اور متغیر مادہ اور صفائی کے اُن طریقوں سے جو بغرض حفظِ صحت لوگوں کی جانب سے ظہور میں آیا ہی مبرا اور خالی ہو۔ کیونکہ وہ سڑے اور متغیر مادّے اپنی مضر تاثیر جو ایک شخص تندرست اور صحیح المزاج پر ڈالتے ہیں۔ وُہ اس وقت تک بہت سے امراض کی پیدائش کا موجب اور باعث ہیں جو بہمہ جہت تحت تصدیق میں آچکے ہیں۔

چھٹی فصل

روشنی کا بیان

روشنی ہر ایک شخص تندرست اور بیمار کے لئے عموماً ایک بہت بڑی اور بیش قیمت

طہارت زمین مین اسلام نے ملحوظ رکھا ہے وُہ حفظ صحت کے قواعد کا جامع ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ بہت سے امراض مزمنہ عام طور پر زمین کی ناپاکی اور خصوصاً اُن مقامات سے جہاں لوگوں کا مجمع زیادہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہو کر اُس کے قرب وجوار میں پھیل جاتے ہیں۔ پس اگر ایسے مقامات کی زمین جہان لوگوں کا مجمع زیادہ رہتا ہو مثل بازار وغیرہ کے پاک صاف نہ ہو تو ویسی حالت میں پھیلنے والے وبائی امراض نمودار ہو جاتے ہیں۔ یا اگر یہ مجامع مذکورہ ایسی ہی جگہ پر واقع ہوتے رہتے۔ جہاں پیشاب وغیرہ اور قسم قسم کی ناپاکیں ڈالی جاتی ہیں تو اس مجمع کے امراض مہلکہ میں مُبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہے اور اسکی وجہ ہر ایک واقف حفظ صحت پر روشن اور ظاہر ہے۔ اگر ناپاک سطح زمین کی مضرت آور تاثیروں کو بنظر فیصلہ ولحاظ دیکھا جائے۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ زمین کی سطح غلاظت آلود اور نجاست آمود رہنے سے نقصاناتِ ذیل عاید ہوتے ہیں۔

ا۔ سطح زمین کی ناپاکی۔ موادحیوانی اور نباتی کے بعفنے تفسخ اور خلل کا باعث ہو کر اُس نفیس ہوا کو جن پر ہماری زندگی اور حیات کا دارومدار ہے متعفن اور بدبودار کر کے ایسی بیادت ہوا کو جو مانہ حیات ہی زائل اور فاسد کر دیتی ہے۔ خاصکر ان موسموں میں جب وبائی امراض کا چرچا شروع ہو گیا ہو نہایت ہی مضرت اور نقصان پہنچاتی ہے اور بنیادی وبا کا موجب ہے۔

یہ پانی کو متعفن کر دیتی ہے۔ کیونکہ جو پانی بارش کی صورت میں آسمان سے نازل ہو کر سطح زمین میں نفوذ کرتا ہے۔ وہ اُس ناپاکی کو جو زمین پر موجود ہوتی ہے اپنے ساتھ بہا لیجا کر اس خاص پانی کو بھی جس کو ہم پیتے ہیں متغیر اور ناقص کر دیتا ہے۔

اگر ناظرین پانی کی صفائی کے متعلق حالات و بیانات کو زیادہ تر معلوم و تحقیق کرنا چاہیں تو رسالہ طبی موسومہ (اسپنچاری) کے ۲ کو ملاحظہ فرمائیں جو عزت مآب (خلقی بیگم) کی جانب سے شائع ہوا ہے۔

اُس کے ازالہ اور کمی کے بارے میں نافع اور مفید تدبیریں سوچنے کے لئے بمقام (ایوبجرہ) منعقد ہوئی تھی۔ ایک عقلمند انگریز نے جو مُلک کی آبادی اور وہاں کی دولت پیداوار کا مستند محقق تھا بیان کیا۔ کہ (انگلینڈ) کے باشندے اکیسویس (ملین) پونڈ انگریزی سالانہ مسکرات کے استعمال میں صرف وضائع کرتے ہیں۔ اس قدر کثیر اور کافی رقم جو باشندگان مُلک کی دولت سے پُرضرر زہریلی اور مُہلک اشیاء کے استعمال میں صرف ہوکر برباد ہوتی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کا بُرا اثر اور خراب نتیجہ صرف دولت پر ہی نہیں بلکہ انسان کی صحت اور اُس کی قابلِ قدر زندگی پر بھی عائد ہوتا ہے۔

کیونکہ مسکرات کے استعمال سے انسان قسم قسم کے متعدد امراض میں مُبتلا ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اگر کوئی ایک شخص جو مُسکرات کو استعمال نہیں کرتا اور دوسرا وہ شخص جو مسکرات کا عادی ہے کسی مرض میں مبتلا ہو جاویں تو مرض کا اثر مستعمل المسکرات پر بمقابلہ غیر مستعمل المسکرات کے بڑی طاقت کے ساتھ اور بہت جلد ظاہر ہوگا۔ یعنی مستعمل المسکرات بیمار ہو کر اس لیئے کہ اُس نے اپنی صحت کو بگاڑ لیا ہے۔ جلد مر جائیگا۔

اس لئے بیمہ کی کمپنی کی تحقیقات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہو کہ شراب خوار آدمیوں کی عمر بہت کم اور تھوڑی ہوتی ہے اور جو لوگ اس قبیح عمل سے پرہیز رکھتے ہیں وہ زیادہ عُمر پاتے ہیں۔

اسی بُنیاد پر اس کمپنی والے شراب خواروں کی زندگی کا بیمہ کرنے سے پرہیز اور احتیاط کرتے ہیں۔ پس جاننا چاہئے۔ کہ مسکرات جن کو ایک عقلمند انگریز نے ہدیہ شیطان بیان کیا ہے۔ شریعتِ احمدیہ کے نزدیک مطلقاً حرام و ناجائز الاستعمال ہیں اور بعض خاص خاص کمیٹی جو اسوقت یورپ کی حکومت میں استعمالِ مسکرات سے

نعمت ہی۔ جو لوگ ایسے تنگ و تاریک مکانوں میں سکونت اختیار کرتے ہیں جن میں کافی طور سے ہوا اور روشنی کا گذر نہیں ہو سکتا۔ اُن کی صحت ہمیشہ کے لئے ضعیف اور کمزور اور بیکار ہو جاتی ہے۔ اور جو مکانات آفتاب کی روشنی سے منور اور روشن ہوتے ہیں اُن کے باشندے بشاشی اور خوشحالی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور تنگ مکانات کے رہنے والے اکثر مغموم و مکدر رہتے ہیں۔ چنانچہ شریعتِ محمدیہ نے بھی روشنی کو بڑا ضروری اور مفید ظاہر فرمایا ہے۔ آفتاب کو بسبب حرارت شعاعی کے جو اس میں بالذات موجود ہے صحت کے بہت بڑے موثر عاملوں میں شمار کیا گیا ہے۔ نیز آگ بھی اس لئے کہ وہ بدبودار اور متعفن ہوا کو مٹاتی اور محو کرتی ہے۔ صحت کے ضروری ارکان میں شامل و داخل ہے۔

جتنی خوبیاں ضیاء اور حرارت میں بوجہ سلب کر سکنے مواد فاسد مضرِ صحت کے شریعت محمدیہ میں بیان کی گئی ہیں کسی جگہ اور کسی مذہب میں نظر سے نہیں گذریں۔ اسوقت زمانے میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو اس امر کا انکار کرے کہ آگ بدبودار متعفنہ مادوں کے مٹانے اور نیست و نابود کرنے اور روشنی انسانی و حیوانی و نباتاتی زندگی قایم رکھنے کا ذریعہ ہو کر قدرت کی جانب سے موضوع نہیں ہے۔

ساتویں فصل

مُسکرات کا بیان

گذشتہ سال (مجلس عمومیہ میں) جو مسکرات کی خرابی اور نقصانات پر بحث ہو کر

آٹھویں فصل

مُناسبت ازدواجی کا بیان

نزدیک تر اقرباو رشتہ داران بہن خالہ پھوپھی وغیرہ سے جو مناسبتِ ازدواجی یعنی عقدِ نکاح شرعًا ناجائز اور ممنوع ہوا ہے اس کی ممانعت صرف معنوی اسباب پر ہی مبنی نہیں ہے بلکہ حفظانِ صحت سے متعلق ہے۔ ایک پوشیدہ حکمت اِس مسئلے میں موجود ہے۔ کیونکہ احتمال ہے کہ بعض جاگزین امراض جو ایک خاندان کے اعضا میں نسلاً بعد نسل پوشیدہ چلے آتے ہیں۔ اگر وہ خاندان آپس میں ابنکاح اور نسبتِ ازدواجی پیدا کرے تو یہ خاندانی بھاری امراض اُن کی اولاد میں بھی ارثاً منتقل ہو کر مستقل۔ یا باعثِ موت بنجائینگے اور اگر یہ نسبتِ ازدواجی یعنی تعلق نکاح قریب تر رشتہ داروں سے نہ ہو بلکہ کسی دُور کے رشتہ دار یا دُوسرے خاندان سے پیدا کیا جاوے تو صُورتِ مذکورہ کے خلاف اور برعکس اِس مسئلے کا ظہور ہوتا ہے۔ یعنی امراض مذکورہ لوگوں کے ایک دائرہ میں محصُور نہیں رہتے۔ بلکہ ایک مدت کے بعد اُن جاگزین امراض کی قوت اور طاقت سلب ہو کر آئندہ نسلیں ان موروثی امراض سے محفوظ رہتی ہیں۔ اور شادی کا خاص مقصد نسل کا بڑھانا اور اپنے خاندانوں کو قائم رکھنا ہے۔ اور یہ اسوقت ممکن ہے کہ پیدایش اولاد مکمل الاعضاء تندرست تمام امراض مادی اور موروثی سے سالم اور مبرا ہو۔ پس اس مسئلہ کے حق میں شرع اسلام نے نہایت سخت قانون بہن خالہ پھوپھی وامہ وغیرہ قریب رشتہ داران سے نکاح ناجائز ہونے کا مقرر فرمایا ہے۔ از رُوئے حفظ الصحت بھی ان کا ناجائز اور ممنوع ہونا نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے۔

باز رکھنے کے لئے مقرر ہیں۔ اس بارہ میں بلیغ کوشش عمل میں لاکر شراب خواری کے مضر نتیجوں کو تالیف و اشاعت کے ذریعہ سے جہان میں پھیلا رہے ہیں۔

جو امراض کہ منشی چیزوں کے استعمال سے پیدا ہوتے ہیں ہر ایک شخص پر خواہ وُہ علم طب سے واقف ہو یا نہ ہو بخوبی روشن او ظاہر ہیں۔ منجملہ اُن کے اس موقع پر چند افعالِ خبیثہ مختصراً تحریر کئے جاتے ہیں۔ جنکا سبب صرف شرابخواری و دیگر منشیات اشیار کا استعمال ہے۔

(۱) اوّلاً علاوہ اُن چند در چند بیماریوں کے جو شرابخواری سے پیدا ہوتی ہیں۔

(۲) دیگر متعدد جرائم مثل قتل۔ خودکشی۔ دیوانہ پن وغیرہ بھی ظہور میں آتے ہیں۔ اور بعضے لا علاج امراض جنون وغیرہ کا اثر صرف شرابخوار کی ذات کے لئے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اسکی اولاد میں بھی نسلاً بعد نسل قائم ہوکر اور اس کے خاندان کی موروثی جائیداد بلکہ انقطاع نسل کا باعث ہوجاتا ہے۔ اور یہ صورت اُس فرقہ کی قلتِ تعداد اور کمزوری کا باعث ہوگی۔ جن میں یہ شخص داخل ہے۔

جس قوم میں منشی اشیار کا استعمال مذہباً جائیز نہ ہونے کی وجہ سے رائج نہیں ہے وُہ ازروئے طاقتِ جسمانی کے بھی ان لوگوں سے اعلیٰ اور اشرف ہیں جو مسکرات کا استعمال کرتے ہیں۔ ناظرین اگر اس بحث کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہیں تو رسالہ موسومہ (عشرت) مولفہ (ڈاکٹر حسین خلقی بیگ) کو ملاحظہ فرمائیں۔ افیون بھنگ۔ چرس وغیرہ بھی مسکرات میں داخل ہیں۔ کیونکہ اس کے نقصانات بھی استعمال شراب سے کچھ کم نہیں۔ بلکہ زیادہ ہیں۔ مذہبِ اسلام میں یہ جملہ مسکرات حرام ہیں۔



اسی وجہ سے شریعت نے ان مفید صحت اصول کو مدنظر رکھ کر صحت امت کی نگہداشت اور محافظت کے لئے تجویز فرمایا ہے اور دفن اموات کے متعلق مسلمانوں میں ایک اور مفید مقصد صحت خوبی دیکھی جاتی ہے۔ کہ وہ قبرستان کے لئے بلند اور مرتفع زمین منتخب کرتے ہیں اور درخت بھی سرو کے قبرستانوں میں لگاتے ہیں کیونکہ سرو کے درخت بہ سبب (بلسمیہ) خوشبو کے جو اس میں بالذات موجود ہے گیاس مضرہ کے پھیلنے سے جو بہ سبب تفسخ اجسام پیدا ہوتی ہے مانع ہوتے ہیں۔ اور بلند مقامات بھی شہر میں داخل ہونے والی ہوا کو خلل پذیر ہونے سے روکتے ہیں نیز مسلمان میت کے جسم پر بعد غسل کافور بھی چھڑکتے ہیں۔ چونکہ بالخاصہ بدبو کا دفع کرنے والا اور بالذات خوشبو ہے اور جو ہوائیں میت کے سڑنے سے متعفن ہوتی ہیں۔ انکو فوراً اصلاح پر لاکر معتدل بنا دیتا ہے +

خاتمۂ کتاب

علاوہ بعض مستثنیٰ حالتوں کے باقی ہر حال میں جملہ قوانین براہین تمام عمر میں کم از کم ایک مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا جسکو بلفظ معروف حج کہتے ہیں فرض ہے۔ اور اس مقدس فرض کا ادا کرنا بہمہ جہت صحت بدنی و تندرستی جسمانی پر موقوف ہے۔ لاجرم جملہ مسلمان بجز استثنا اپنی صحت جسمانی کی محافظت پر مامور اور بیماری کی حالت میں دوا دارو کرنے پر حکماً مجبور ہیں۔ اسی بنا پر صحت تمام اعمال حسنہ کی جڑ ہے۔ اور صحت سے ہی قوت اور آبادی اور اقبال حاصل ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں عقلاء

نویں فصل

میت کے دفن کا بیان

شرع اسلام میں میت کے دفن کرنے میں بھی قوانین حفظ الصحت کو ملحوظ رکھا ہے
اس لئے کہ مسلمان میت کو غسل کے بعد پاک کرکے دفن کرتے ہیں۔ اس عمل کا بقاعدہ
علم صحت تمام عالم پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

میت کا جسم سڑنے اور پھولنے اور بدبو سے روکنے کے لئے پانی کا زیادہ تر
استعمال کرنا نہایت مرغوب و پسندیدہ عمل ہے۔

اسلام کے نزدیک بذریعہ غسل طہارت حاصل کرنا ایسا ضروری ہے کہ اگر کسی موقعہ پر
پانی نہ بھی مہیا نہ ہوسکے تو پاک مٹی کے ذریعہ سے ہر مسلمان اپنی ضروریاتِ طہارت
غسل وغیرہ کو پورا کرے اور شرعِ اسلام میں قبر کے بارہ میں بھی صراحت موجود ہے۔
میت کی قبر عمیق اور لحد دار ہوتی ہے اگر میت کے اہتمام میں ان امور کو ملحوظ
نہ رکھ کر فروگذاشت کر دیا جائے تو باشندگانِ شہر کی صحت میں بہت بڑا فتور پیدا
ہوجائیگا۔ کیونکہ جس وقت انسان روح سے آزاد اور زندگی سے عاری ہوجاتا ہے۔
تو قانونِ طبیعت کے تابع ہوکر تعفن اور بدبو حاصل کرتا ہے چنانچہ اس بدبو سے بعض
مضر (گیاس) پیدا ہوکر ہوا کی صفائی اور باشندوں کی صحت کو بگاڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ
قبر جس قدر گہری اور عمیق ہوگی۔ وہ مضر صحت (گیاس) کے پھیلنے اور صاف ہوا کو
بدبودار کرنے سے مانع ہوگی۔ اس لئے قبر کے عمیق رکھنے کا ضروری طور پر حکم دیا گیا۔
اور انہیں اسباب سے اسلامی آبادیوں میں اکثر قبرستان شہر سے باہر بنائے جاتے ہیں۔

چھڑکاؤ اور نالیوں سڑکوں اور چاہات وغیرہ کی صفائی میں خرچ ہوتی ہو۔ ضروری ہے۔ کیونکہ اس قسم کی غلاظت اور بے ترکیبی سے شہر کے یہ مقامات یعنی چاہات انہار بازار وغیرہ متعفن ہوکر باشندوں میں قسم قسم کے امراض پیدا کرتے ہیں۔

ہمارے تمام بیان کا اصلی مقصد اور نتیجہ یہ ہے کہ صحت کی جملہ تدابیر کا انجام دینا بھی سلطنت کا ایسا ہی فرض ہو جیسا کہ اسکو دوسرے دشمنوں کے حملہ کے ہاتھ سے بچانا کیونکہ رعایا کی خرابی کا اثر سلطنت پر بھی عائد ہوتا ہے۔

سلطنت عثمانیہ خاصکر خود حضرت خلافت پناہی کی نظر رعایا کی تندرستی و صحت و آبادی و معموری کی جانب خواہ وہ دارالسلطنت میں ہوں یا اطراف وجہات بالغیب میں زیادہ ہے۔

اور بدیں وجہ اس بادشاہ برگزیدہ خصال کی سلطنت کا ترقی حصر زمانہ سلاطین سابقہ کے لئے موجب رشک ہے۔



فرنگستان نے بھی پیغمبران ذیشان کی اقتدا و تقلید کرکے انسانوں کی صحت کو مدِّنظر رکھا ہے
اور اس بارہ میں قسم قسم کے وسائل و ذرائع حصول صحت تلاش کر رہے ہیں جو عنقریب ظاہر ہوکر
ہماری صحت کو پوری طاقت بخشیں گے۔ حفظِ صحت کی تدابیر ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) علم حفظ صحت عموماً تمام مکاتب و مدارس علمیہ میں پڑھنا اور سیکھنا خاصکر اگرلس
اسکول) یعنی زنانہ مدارس میں منجملہ اور امور خانگی جو اُنکو سکھائے جاتے ہیں۔ قواعد
علم الصحت مثل آدابِ طہارت و صفائی باورچیخانہ وغیرہ بھی سکھانا واجب اور ضروری ہے
کیونکہ اس قسم کی معلومات حاصل کرنے سے خود وُہ اور اُن کی اولاد صحت و عافیت سے
زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ اور مدارس میں جو لوگ تعلیمی خدمت پر مقرر کئے جاتے ہیں۔
مناسب ہے کہ وُہ علم حفظ صحت کے قواعد سے اور جو امور تربیت اطفال سے متعلق ہیں اپنی ذات
و صفات کو آراستہ رکھیں اور رعایا کی ہر قسم کی تعلیم و تربیت کو حکومت اپنے ذمہ واجب سمجھے۔
اس لئے کہ جو انتظام و اہتمام کہ رعایا کی تعلیم و تربیت کی غرض سے منجانب حکومت تجویز کیا جائیگا
وُہ انکی ترقی دولت افزونی ثروت اور زیادتی قوت حاصلہ کا موجب ہوگا۔ اور اطفال مدارس
کی صحت کے حالات دریافت و تحقیق کرنے پر ماہر ڈاکٹروں اور لائق طبیبوں کا مقرر کرنا
لازماتِ حکومت سے ہے کیونکہ مکاتب میں بسبب پابندی لازمی قیود کے اطفال نونہال
کی صحت و تندستی ہمیشہ زیر خطر رہتی ہے۔ نیز مکاتب میں متعدی امراض پھیلنے کا بھی
سخت اندیشہ ہے۔ اس لئے مدارس و اسکول وغیرہ دائمی طور پر ڈاکٹر کی نگرانی میں
رہنے چاہئیں۔ نیز کارخانوں وغیرہ کا جہاں کاریگر کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹری نگرانی میں
رکھنا اس کے تحفظان صحت و دفع امراض کی کوشش کرنا اور فوجی بڑے جیلخانے اور
تجارت پیشہ سوداگروں کی محافظت کرنا سلطنت کا ہی فرض ہے۔ نیز (کشتیاں) جو ساہوکار
بھرتے ہیں اور انسانوں کے جملہ کھانے پینے کی چیزوں کا ڈاکٹری تفتیش سے خالی اور
بری رہنا نہایت مضر اور نقصان آور ہے۔ نیز ایسی رقم کا پورا کرنا جو صفائی کے کاموں

بات میں غالباً تمام اقوام پر سبقت لے گئے ہیں۔ اُن کے مذہب کے تمام اصُول خاصکر نفسانی اور اخلاقی ضرورتوں کے واسطے نہایت سنجیدہ قوانین پر مبنی ہیں۔ جس طرح اُن میں ہر ایک کام کے لئے وقت اور جگہ مقرر ہے اُسی طرح خواہش نفسانی کے پُورا کرنے کے واسطے اِن کی حرم سرائے ہوتی ہیں۔ جہاں اُن کی بیویوں کے سوا پرندہ پر نہیں مارتا۔ مسلمان افعال الحیات میں سے اتحاد تناسلی کو بھی خیال کرتے ہیں اور اس نفسانی جذبہ کو جو دراصل حیوانی فعل ہے اُنھوں نے حسب منشار قدرت نہایت کارآمد کر لیا ہے۔ اصُول مذہب پر چلنے سے قوت متناسلہ اُن میں پُراثر عُمدہ نمونہ اور مقصد اولی بن گئی ہے اور تمام خیالی قیود سے آزاد کر دی گئی ہو"۔

وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی غرض سے اس مضمون کو دو باب میں تقسیم کیا جاتا ہے پہلے باب میں زنا اور ایام حیض میں مباشرت کی ممانعت کا بیان ہوگا۔ دُوسرے باب میں (۱) جسمانی صفائی (۲) لباس اور مکان کی صفائی (۳) سن بلوغ پر پہنچنے میں شادی کا ہو جانا (۴) پاکی کر لینا (۵) مرد اور عورت بعد مقاربت طہارت کرتے ہیں (۶) دوسرے روز علی الصباح غسل کرنا (۷) استنجا اور طہارت (۸) ختنہ۔

پہلا باب

(۱) زنا۔ مذہب اسلام اس بات کو جانتا ہو کہ ایک عورت اپنے وظائف الاعضاً کی خصُوصیتوں مثلاً حیض یا اتقاح کے وقت مرد کی کاربراری نہیں کر سکتی ہے۔ اس لئے کثیر الازدواجی مناسب شرائط کے ساتھ جائز قرار دی گئی ہو۔ مگر ساتھ ہی اور ایسے احکام نافذ کیئے گئے ہیں کہ اس فعل حیوانی کی طرف اُن کی طبیعت کا زیادہ رجحان نہ ہونے دے۔ ان میں زنا بہت کم پایا جاتا ہے بلکہ اُن میں بعض ایسے شرمیلے اور دنیاوی طریقہ سے ناواقف ہوتے ہیں کہ بعض وقت شب عروسی میں طریقہ کاربراری اور مراد

مذہبِ اسلام امراض شہوانی کا حفظِ ماتقدم ہے

(منقول از البشیر)

قسطنطنیہ کے ڈاکٹر ریچوگیس صاحب نے فرانسیسی زبان میں مندرجہ بالا عنوان پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے مذہبِ اسلام کے اصول اتحادِ تناسلی کو قرینِ عقل اور قابلِ عمل ثابت کر کے یہ دکھلایا ہے کہ یہ تمام اصول علم حفظِ صحت پر مبنی ہیں۔ عیسائی مذہب کے اصول سے مقابلہ کر کے اپنے مذہب کی برائیاں سوجھائی ہیں اس مضمون کا ترجمہ ٹی۔ سی۔ ایم۔ نامی صاحب نے انگریزی میں کیا جسکو انڈین لینٹ کلکتہ نے مکرر کسی اخبار سے نقل کیا ہے۔ یہ مضمون جب میری نظر سے گذرا تو خیال پیدا ہوا کہ کیا اچھا ہو اگر اُسے مسلمانوں کی آگاہی کے واسطے اُردو میں ترجمہ کیا جاوے تاکہ انہیں معلوم ہو جاوے کہ مذہبِ اسلام کیسا سچا مذہب ہے۔ اور اسکی جڑ طرز توجہ علوم کے اصول سے کتنی پختہ ہے۔ ایک محقق عیسائی اُن اصول کو جب علوم جدیدہ کی کسوٹی پر گھستا ہے یا تحقیقات کی خوردبین سے جس پہلو سے جانچتا ہے سچا ہی پاتا ہے۔ اگر مسلمان اِن اصولوں پر کاربند ہونے میں غفلت کریں تو کس قدر وہ خسارہ میں رہیں گے۔

میں ڈاکٹر صاحب کی طرح دُوسرے مذاہب سے مقابلہ کر کے اُن کو بُرا نہیں کہونگا۔ بلکہ یہ دکھاؤنگا کہ مذہب اسلام کے اصول کیسے جامع اور مکمل ہیں اور اُن میں اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کا وہ حصہ جو اُنکے مذہب سے تعلق رکھتا ہے تحریر میں نہیں آیگا۔ وہوہذا۔

"مسلمان اپنے مذہب کے احکام نہایت خلوصِ نیت سے بجالاتے ہیں اور ا

احتیاط سے نہایت محفوظ جگہ میں رکھی جاتی ہیں۔ اُن کا صرف یہی کام ہے کہ اپنے خاوند کے خوش کرنے کی فکریں کریں۔ خاوند کا خیال اور اُس کی دلجوئی ہر وقت مدِنظر رکھیں۔ اُنکی آنکھیں خاوند کی محبت کے نشہ میں چور ہیں اور ہر وقت خاوند کی دلکش آواز اُن کے کانوں میں گونجے۔ اُن کی عبادت اور نجات کا ذریعہ اُن کے خاوند ہیں۔ مسلمانوں کے مکان اس قدر محفوظ اور پردہ دار ہوتے ہیں کہ عورت غیر مرد کی صورت تک بھی نہیں دیکھ سکتی ہے اور نہ کوئی آوارہ مرد باہر سے اُن پر محبت کی دوڑ چلا سکتا ہے۔ ہمسایہ ہمسائے کی بیوی کی شکل و صورت سے ناواقف ہوتا ہے۔ اُسے یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ فلاں شخص کی بیوی بڑھیا ہے یا جوان۔ پری ہے یا چڑیل۔ غرض ہر مسلمان الزنا یخرج البناءَ سے خائف ہوتا ہے۔

(۲) ایامِ حیض میں ہم بستری نہ کرنا۔ زیادہ سختی کے ساتھ مسلمانوں میں ایامِ حیض کے وقت ہم بستری ممنوع ہے۔ فارغ ہونے کے بعد غسل کر کے پاک ہوتی ہے۔ ایامِ حمل کے اخیر دنوں میں بھی قربت ناجائز ہے۔ اس طرح مسلمان ان امراض سے جو ان غلیظ حالتوں سے پیدا ہو سکتے ہیں بچے رہتے ہیں۔

دوسرا باب

(۱) صفائی بدن۔ جسم کی پاکیزگی مسلمانوں میں سب سے زیادہ ضروری خیال کی گئی ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دن میں پانچ دفعہ اپنے جسم کے مختلف حصوں کو صاف کرے تاکہ قابلِ عبادت گذاری ہو جاوے۔ یہ صفائی ہاتھ منہ ساق اور پاؤں وغیرہ کے دھونے سے ہوتی ہے۔ اُس کے علی الصباح قبلِ طلوعِ آفتاب ظہر عصر مغرب اور عشا اوقات میں علاوہ اس کے اگر ذرا سی غلاظت مسلمان کے جسم سے چھو جائے فوراً پاک اور صاف کرنے کا حکم ہے۔ مسلمانوں کی عبادت بھی سراسر فوائد سے بھری ہے۔ عبادت کے وقت کل

کامرانی حاصل کرنا بھی نہیں جانتے تھیں۔ مذہب نے اُنکو یہ بھی بتلا دیا ہے کہ کوئی حرکت خلافِ منشا سے قدرت نہ کریں اور جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ نکالیں۔ اُن کے مذہب نے عورت کے آلہ تناسل پر نظر ڈالنے سے روک دیا ہے تاکہ وہ ضرورت سے زیادہ مغلوب الشہوت نہ ہوں۔ کیونکہ اس طرح کے نظارے قوائے شہوانی کو حد سے زیادہ محرک کرتے ہیں مسلمانوں کو کھیل و تماشوں ناچ و رنگ میں شامل ہونے سے بھی روک دیا ہے۔ اُن کی کل دُنیاوی خوشی کا مرکز اُن کا اپنا گھر اور بیوی ہیں۔ من مانی خوشی ہر وقت اپنے گھر میں حاصل کرتے ہیں۔ متعدد عورتوں پر قادر ہونے کی وجہ سے زنا اور اس کے ملحقات برائیوں سے بچے رہتے ہیں۔ بلاد اسلامیہ میں جہاں زنا متروک ہے اسقاط حمل اور لاولد بچے بہت کم پائے جاتے ہیں۔ ممالک اسلامیہ ان خون ناحق کے گناہوں سے پاک ہیں۔ متعدد بیویوں کے جائز ہونے سے مسلمانوں میں فرقۂ طوائف عنقا ہے۔ قسطنطنیہ کی اسلامی آبادی میں کوئی رنڈی نہیں ہے بلکہ تُرک رنڈی کے مکان کو ناپاک خیال کرکے اُس کے سائے کے نیچے سے بھی گذرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ عورتوں سے میل وجول کرنا تو درکنار مذہب اسلام غیر عورت کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھنے سے منع کرتا ہے۔ کوئی عورت گھر کے سوا کبھی بغیر بُرقع کے قدم باہر نہیں نکالتی ہے۔ وُہ کبھی کھیل تماشوں اور مخرب اخلاق جگہوں میں مردوں کے شامل نہیں ہوتی ہیں۔ شادی سے پہلے مرد اور عورت میں کسی طرح کے اتحاد و ربط کا سلسلہ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کے نام سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ کسی نے آج تک نہ دیکھا ہوگا کہ کوئی مسلمان رات دن اپنی منگیتر کی دلجوئی میں لگا رہتا ہو۔ بلکہ باقاعدہ نکاح ہونے سے نامحرم خیال کئے جاتے ہیں۔ اسیواسطے مسلمانوں کو ہاں حرامی بچہ کا پیدا ہونا جانتے ہی نہیں۔ اُنکے یہاں جو بچہ پیدا ہوتا ہے سو والدین کے پورے اطمینان کے قابل ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں عورتیں ایک بیش بہا جواہر خیال کیگئی ہیں۔ جو حتی المقدور

باہر جُوتہ اُتار ڈالتے ہیں۔ جس سے بیرونی نجاستیں جُوتے میں لگ کر گھر میں نہیں آتی ہیں۔ اور ہر طرح کی چھُوت دار بیماریوں کے مادے گھر سے دُور رہتے ہیں۔ گھر میں مُسلمان ڈھیلے ڈھالے کپڑے مثلاً تہ بند کورتہ پہنتے ہیں جس سے اُن کے جسمانی اعضاء دن بھر کی تھکن کے بعد بلا روک ٹوک حرکت کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے مکان حتی المقدور وسیع اور اُنکی ضرورتوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ وُہ گھر کی ہر ایک چیز کو روز صاف کرتے ہیں۔ کوڑا کرکٹ جھاڑ کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ اُن میں سب سے اچھّی بات یہ ہوتی ہے کہ سب سے علیحدہ اور دُور جائے ضرور ہوتی ہے۔

(۳) "سن بلوغ پر پہنچتے ہی شادی کا ہو جانا"۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تیس چالیس برس کی عمر میں نوجوان مُسلمان پوتے والا ہو جاتا ہے۔ ٹھیک وقت پر حسب منشائے قدرت شادی ہو جاتی ہے۔ دنیا کی ہوا لگتے ہی اپنے آپ کو فیملی زندگی کے قلعہ میں پاتا ہے۔ اس سے گھر کا عادی ہو جاتا ہے۔ اُسے گھر کے سوا کہیں دلچسپی ہی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ وُہ جوانی دیوانی میں تھیئٹر کھیل اور دیگر خرافات سے بچا رہتا ہے۔

(۴) "پاکی لینا"۔ مذہب اسلام نے صرف سر اور چہرے پر بال رکھنے کی اجازت دی ہے مگر ان جگہوں کے بال بھی خوبصورتی اور صفائی سے رکھے جاویں۔ لمبے بال رکھنا پسندیدہ نہیں ہے۔ مونچھیں بالائے لب کے برابر ترشی ہوتی ہیں۔ ڈاڑھی موزون لمبائی تک ترشی ہوتی ہے۔ عورتیں اپنے بال گندھے اور ڈھکے رکھتی ہیں۔ ستر اور بغل کے بال مونڈے جاتے ہیں۔ اس طرح ان جگہوں میں داد اور دیگر نباتاتی پیدائش کی بیماریاں نہیں ہوتی ہیں۔ ناخون ترشے ہُوئے ہر طرح کے میل سے پاک رہتے ہیں۔

(۵) "مرد اور عورت بعد مقاربت طہارت کرتے ہیں"۔ مفارقت کے بعد مسلمان مرد اور عورت طہارت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وُہ سو نہیں سکتے۔ جبتک کہ صفائی

جسم کو مختلف حرکتیں دیتے ہیں۔ سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔ آگے جھکتے ہیں۔ سر زمین پر دھرتے ہیں۔ زمین سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کو جھکاتے ہیں۔ ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹکا کر سینہ کو پھیلاتے ہیں اور گردن کو دائیں بائیں پھیرتے ہیں۔ یہ مختلف حرکتیں نہایت مفید اور با اصول ورزش کا کام دیتی ہیں۔ ایسا کرنے سے مسلمان بہت سی مشہور بیماریوں مثلاً امراضِ معدہ اعضاء صدر عرق النسا اور کمزوری اعصاب سے بچے رہتے ہیں۔ عبادت کے طفیل سے دنیا میں انکی بڑی عمریں ہوتی ہیں۔ دوسری خوبی مسلمانوں کے طریقہ عبادت میں یہ ہے کہ ان کا بدن بوجہ طہارت پاک و صاف اور چست و چالاک رہتا ہے۔ اس طرح سے تمام مروجہ ورزشیں آسانی کے ساتھ عمل میں آجاتی ہیں دوسری قوموں میں یہ ہم خرما و ہم ثواب

(۲) مکان اور لباس کی صفائی۔ مذہب اسلام نے باریک اور نازک ساخت کے کپڑے پہننے کی اجازت نہیں دی ہے۔ تاکہ مسلمان مضبوط اور موٹی ساخت کے کپڑے پہنیں جن کو جب چاہیں دھو کر صاف و پاک کر لیں۔ وہ ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنتے ہیں جس سے اعضاء جسمانی بخوبی حرکت کر سکتے ہیں۔ وہ کبھی ٹخنوں سے نیچا پائجامہ نہیں پہنتے ہیں۔ کسی طرح کی غلاظت پائجامہ کی موریوں سے نہیں لگتی ہے۔ پائجامہ پر پڑ کر بیرونی نجاست گھر میں نہیں آسکتی ہے۔ مسلمان کپڑا بنانے میں جسم کی ضرورتوں اور علم حفظ صحت کے قواعد کا خیال رکھتے ہیں۔ انکے ستر ہمیشہ ڈھکے رہتے ہیں۔ کوئی ترک بھاری اور تنگ ٹوپی یا جوتہ نہیں پہنتا ہے۔ بچپن میں تنگ اور بھاری ٹوپی پہننے سے سر میں بد ڈولی پیدا ہو جاتی ہے سر پر ہر وقت دباؤ پڑنے سے بالوں کی پرورش کافی نہیں ہو سکتی ہے۔ جڑیں کمزور ہو کر بال گر جاتے ہیں اور سر چندھا ہو جاتا ہے۔ ترکی ٹوپی سے اس طرح کی کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی ہے۔ وہ ڈھیلی اور ہلکی ہوتی ہے۔ ترک بلا تکلف ہر وقت پہنے رہتے ہیں۔ بار بار سر سے اتارنے کی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی ہے۔ تنگ جوتے سے ٹھیٹھ پڑ جاتی ہے ڈھیلا جوتہ پہننے سے مسلمان آرام میں رہتے ہیں۔ جب گھر میں آتے ہیں تو دہلیز سے

کوئی مسلمان پانی بیچنا نہیں پسند کرتا ہے۔ بلکہ خباثت نفسانی سمجھتا ہے۔ طہارت اور استنجہ سے فراغت حاصل کر کے مسلمان مُنہہ ہاتھ دھوتا ہے۔ کُلّی کرتا ہے۔ منہہ صاف کرنے کے واسطے مسواک کرتا ہے۔ اس طرح متعدی امراض کے زہر جسم میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں۔

(۸) "ختنہ"۔ شروع سے بیان ہورہا ہے کہ صحتِ جسمانی قائم رکھنے کے واسطے ہر ایک بات میں مذہب اسلام نے علمِ حفظِ صحت کا خیال رکھا ہے اور صفائیِ جسم کو سب سے زیادہ مقدم سمجھا ہے۔ جہاں تک ہوسکا ہے ایسے احکام نافذ کئے ہیں کہ بیماری پیدا ہی نہ ہونے پاوے۔ ابھی بیان ہوا ہے کہ تُرک بعد مفارقت معاً طہارت کرتے ہیں اور اُن امراض سے جو آلۂ تناسل کے مُنہہ پر چربی اور میل سے پیدا ہوتے ہیں بچے رہتے ہیں۔ لیکن اِس سے زیادہ دُور اندیشی کی بات ختنہ کا ہوجانا ہے۔ پیدائش کے وقت حشفہ ایک نہایت ملائم جلدی غلاف سے ڈھکا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے حشفہ نہایت نازک اور ذی حس ہوتا ہے مگر ختنہ ہونے کے بعد کپڑے کی رگڑ اور ہر وقت پانی کے اثر سے جسم کی جلد کی طرح سخت ہوجاتا ہے اور اُس کی حس زائل ہوجاتی ہے۔ اگر یہ حس قائم رہے تو اِس سے غیر معمولی نفوذ ہوا کرتا ہے اور یہ ایک بیماری ہوجاتی ہے۔ گرم ممالک میں یہ بیماری اکثر دیکھی جاتی ہے۔ جس میں انسان غلاف منشار قدرت مقاربت کثرت سے کر کے اپنی زندگی کی جڑ کاٹتا ہے مگر ختنہ کے بعد مُسلمان اِس آفت سے محفوظ رہتے ہیں۔ اُن کی خواہش نفسانی حسب ضرورت ہوتی ہے۔ حشفہ ذی حس اور نازک ہونے کی وجہ سے امراض متعدی کے مقابلہ کے ناقابل ہوتا ہے اور مادہ مرض جلدی سرائیت کرجاتا ہے۔ لیکن ختنہ کے بعد جلد کی طرح سخت ہوجاتا ہے۔ اِس لئے شاذونادر مسلمان کے حشفہ پر آتشک کا اثر دیکھا گیا ہوگا۔ غلاف کے نیچے میل رہنے سے پھُنسیاں وغیرہ نکل آتی ہیں یا

نہ کریں۔ مذہبِ اسلام اس طرح انہیں تمام بیماریوں سے بچاتا ہے جو اس نجاست کے دیر تک رہنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

(۶) دوسرے روز علی الصباح غسل کرنا "مسلمان مذکورہ بالا صفائی ہی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ علی الصباح تمام جسم کو غسل دیتے ہیں۔ غسل کرنا مسلمانوں میں یہاں تک ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مسجد یا رفاہ میں غسل خانے ہوتے ہیں۔ جہاں مسلمان بہ آسانی صفائی جسم حاصل کر لیتے ہیں۔

(۷) "استنجا اور طہارت" ۔ کوئی مسلمان بلا کافی پانی لئے جائے ضرور نہیں جاتا ہے۔ بعد فراغت مقامات نجس کو بخوبی دھو لیتے ہیں۔ پانی سے پوری صفائی ہو جاتی ہے۔ کاغذ وغیرہ سے یہ مطلب مشکل سے حاصل ہو سکتا ہے۔ پیشاب کرنے کے بعد استنجا ضروری ہے تاکہ بعد میں پیشاب کے قطرے نکل کر کپڑے اور ملحقہ جسم کو ناپاک نہیں کرتے ہیں۔ جنگل وغیرہ میں پانی نہ ملنے کی حالت میں مٹی کے ڈھیلے بھی کام میں لا سکتے ہیں۔ مگر صفائی کو کسی حالت میں نہیں چھوڑتے ۔

مسلمان بلا طہارت قابلِ عبادت گذاری نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر ایک عبادتگاہ میں اس کا انتظام ہوتا ہے جس سے مسلمان ہر وقت قابل عبادت گذاری ہو سکتا ہے۔ صفائی جسم میں کشادہ دلی سے پانی کام میں لایا جاتا ہے۔ بلادِ اسلامی میں جانا ہو تو وہاں کثرت سے صفائی جسم کے واسطے مساجد میں چشمے ملتے ہیں۔ قسطنطنیہ میں داخل ہوتے ہی نووارد عالی شان مسجدوں کے نظارے کرتا ہے۔ پل کے پار ہی سے مسجدوں کے مینارے نظر آنے شروع ہوتے ہیں۔ گولڈن ہارن تک یہی سلسلہ چلا جاتا ہے سینکڑوں مسجدیں شہر کی رونق اور زیب و زینت ہیں۔ جہاں مومن ضرورت کے مطابق پانی کام میں لاتا ہے۔ پھر یہ پانی شہر کی صفائی کے کام میں لایا جاتا ہے صبح سے آدھی رات تک یہی تانتا لگا رہتا ہے۔ بلا کوڑی پیسہ صفائی حاصل ہوتی ہے

کا ذب نفوذ ہوا کرتا ہے۔ اِن سب سے ختنہ کے بعد بریت رہتی ہے"۔
الحمد للہ۔ خدا کا کس قدر احسان ہے کہ یہ ہماری زندگی کے روزانہ کام میں آنے
والے سیدھے سادے اصُول کس قدر حکمت سے بھرے ہیں۔ وُہ مسلمان جو اس پر کاربند
ہیں کس قدر خوش نصیب ہیں اور راہ مستقیم پر چل رہے ہیں اور جو اپنی بدقسمتی سے غفلت
میں پڑکر ان سے بہرہ ور نہیں ہیں انکو چاہیئے کہ خوابِ غفلت سے چونکیں اور اسلام
کے سچّے اصُول پر چلیں تاکہ دُنیاوی برکتیں اُنہیں حاصل ہوں۔ ۵

مرادِ ما نصیحت بُود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

تمّت